جمیع الکتب یدرک من قرئها ملال او فتور او سآمه
سوی هٰذا الکتاب فان فیه بدائع لا تمل الیٰ یوم القیامه

# الخیر الکثیر فی مقدمة التفسیر


از افادات شیخ القرآن
حضرت مولانا نور الهادی شاہ منصوری

ترتیب وتدوین
مولانا محمد فاضل افضلؔ ادینوی
[فاضل درس نظامی، ایم اے عربی واسلامیات]
خادم طلباء دار العلوم الباقیات الصالحات - آدینہ (صوابی)





ناشر: دار العلوم الباقیات الصالحات - آدینہ (صوابی)
رابطہ نمبر: 0301-8355005

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: الخیر الکثیر فی مقدمۃ التفسیر

افادات: شیخ القرآن مولانا نورالہادی شاہ منصوری دامت برکاتہم العالیہ

ترتیب وتدوین: مولانا مفتی محمد فاضل افضل

پروف ریڈنگ: مولانا احمد سعید ادینوی

[ایم فل علوم اسلامیہ والعربیہ، پرنسپل جی ایچ ایس ایس اسماعیلہ، صوابی]

سرورق: محمد قاسم ادینوی

کمپوزنگ: قاضی محمود افضل ادینوی

سن اشاعت: ذی قعدہ ۱۴۳۷ھ = اگست ۲۰۱۶ء

تعداد: ۱۰۰۰، ہدیہ: =/50 روپے

رابطہ نمبر: 0301-8355005

ملنے کے پتے:

[۱] دارالعلوم تعلیم القرآن، شاہ منصور (صوابی)

[۲] دارالعلوم الباقیات الصالحات، سلطان آباد، آدینہ (صوابی)

[۳] جامعہ دارالعلوم سعیدیہ کوٹھا ضلع صوابی

[۴] جامعہ معارف العلوم الشرعیہ تیمرگرہ ضلع دیرپائیں

[۵] دارالعلوم مظہرالاسلام اوچ ضلع دیرپائیں

**الناشر:**

**دارالعلوم الباقیات الصالحات، سلطان آباد، آدینہ (صوابی)**

# فہرس مضامین

# برائے ایصال ثواب

والدین کریمین ومرحومین ☆ کے نام
اس دعا کے ساتھ کہ
﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝ ﴾
[سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۲۴]

(☆) میرے والدِ محترم جناب مولانا محمد امین صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام پاکستان سے دو سال قبل ۱۹۴۵ء میں تولّد ہوئے اور ۲۰۰۳ء میں وفات پاگئے۔ آپ مولانا قاضی فضل رحیمؒ دیوبندی ادینوی کے فرزند اور مولانا قاضی خلیل الرحمٰن انورؔ حقانی، مولانا قاضی فضل عظیم ارشد اور مولانا قاری فیض الرحمٰن اسعد کے بھائی تھے۔ اپنی ۵۸ سالہ زندگی میں اُنہوں نے قرآن وسنت کی ترویج واشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو شرف قبولیت سے نوازیں اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائیں۔ اور جنت الفردوس میں جگہ دیں۔ [آمین]

میری والدہ محترمہ مولانا عبدالمعبودؒ کی دُختر اور مولانا ڈاکٹر سراج الاسلام حنیفؔ دامت برکاتہم العالیہ ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء اور ڈاکٹر محمد طیب کی ہمشیرہ تھیں۔ انتہائی نیک اور صالح خاتون تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ گاؤں کے خواتین کو قرآن کریم اور دیگر بنیادی عقائد کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو بخش دیں اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات سے نوازیں۔ [آمین]

---

نوٹ: زیرِ نظر رسالہ میرے والدین مرحومین کی ایصالِ ثواب کے لئے وقف شدہ ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کی بخشش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگیں۔ [شکریہ]

# حالات زندگی

## بقیۃ السلف ٗ حضرت العلامۃ مولانا نور الھادی شاہ منصوری

**اصل نام**: آپ کا اصل نام نورالہادی ہے۔

**معروف نام**: آپ شیخ القرآن کے نام سے معروف ومشہور ہے۔

**ولدیت**: آپ ضلع صوابی (شاہ منصور) کے معروف علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ القرآن مولانا عبدالہادیؒ اور دادا کا نام حضرت مولانا عبداللہ شاہ منصوریؒ ہے۔

**ولادت**: آپ ۱۹۴۹ء کو شاہ منصور کے مقام پر محلّہ دینہ خیل میں پیدا ہوئے۔

**تحصیل علم**: آپ نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے والد ماجد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور اپنے چچا حضرت مولانا عبدالباقیؒ سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک چلے گئے۔ وہاں پر سوات کے معروف ومشہور عالم حضرت مولانا عبداللہ المعروف بہ مخوزو مولوی صاحبؒ سے ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ کی درس حاصل کی۔ بعد میں گھر لوٹ کر اپنے والد محترم سے حدیث کی تمام کتابیں پڑھیں۔

**بیعت و سلوک**: آپ کے والد محترم چونکہ رئیس المفسرین شیخ حسین علیؒ کے خلیفہ وماذون تھے لہٰذا آپ نے اپنے والد محترم سے بیعت کی۔ تصوف وسلوک کے تمام منازل طے کرنے کے بعد اپنے والد ماجد سے خلافت بھی عطاء کی گئی۔

**درس و تدریس**: آپ نے اپنے والد صاحب کی حیات ہی میں ان کے زیرِ نگرانی درس و تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۵ء سے آپ نے ترجمہ وتفسیر کا درس دینا شروع کیا۔ اس وقت آپ ۲۶ سال کے تھے اور تا حال درس وتدریس کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ آپ نے تقریباً چالیس سال متواتر دورۂ تفسیر کا درس دیا۔ قرآن کریم کے ساتھ بے حد لگاؤ اور شغف کی وجہ سے اپنے مدرسے کا نام تعلیم القرآن رکھا جبکہ اپنے لئے خادم القرآن کا لقب پسند فرمایا۔

آپ نے چند سال پہلے اپنے مدرسے میں دوبارہ دورہ حدیث کا اہتمام کیا اور یوں درس قرآن کے ساتھ ساتھ درس حدیث کے مسند پر جلوہ افروز ہو گئے۔

**تلامذہ** : آپ نے ہزاروں طلباء کو علوم شرعیہ سے سیراب کیا۔ ۴۰ سال کے درس وتدریس کے دوران صوبہ خیبر پختونخوا کے علاوہ ، بلوچستان اور افغانستان کے کافی طلباء آپ سے استفادہ کرتے رہے۔ راقم کو بھی آپ سے استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہے۔

**سیاست** : آپ سیاسی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیتے تاہم پھر بھی اپنے والد محترم کے سیاسی قافلے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ رُو بہ منزل ہیں۔

**خصوصیات** : آپ کو اللہ نے بے شمار خصوصیات کا مرقع بنایا ہے۔ آپ انتہائی کم گو ہیں۔ اکثر خاموش رہتے ہیں۔ طلباء کے ساتھ بے حد خوش مزاجی اور ظرافت سے کام لیتے ہیں، اِن سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔ اس محبت کی بدولت آپ اپنے شاگردوں کے لئے روزانہ تین مرتبہ دعا فرماتے ہیں۔

آپ بے حد منکسر المزاج اور انتہائی سادہ زندگی گزارتے ہیں۔ ہمیشہ سفید لباس اور دورنگا عمامہ زیبِ تن فرماتے ہیں۔ آپ کی فیاضی اور سخاوت بے مثال ہے۔ حد درجہ مہمان نواز ہیں۔ آپ مسائل فرعیہ میں اعتدال پسندی سے کام لیتے ہیں اور کبھی بھی اشتعال سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا تدریسی سلسلہ قائم ودائم رکھے اور کبھی اس گلستانِ نبوی پر زوال نہ آنے دیں۔

آمین یارب العالمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

# کلمات تبرک

## شیخ القرآن مولانا نور الھادی شاہ منصوری

## (دامت برکاتھم العالیۃ)

(مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور، صوابی)

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین . اما بعد !

محترم وعزیزم مولوی محمد فاضل افضل نے ''الخیر الکثیر فی مقدمۃ التفسیر'' کے نام سے جو کتاب مرتب کی ہے۔ جو اصل میں بندۂ ناچیز کی تقریر کو تحریر کا جامہ پہنا کر کتابی شکل میں منتقل فرمایا ہے۔ یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بہترین کتاب ہے اس میں اکثر مضامین امام المفسرین والمتقین شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے ہیں۔ مؤلف موصوف نے زیادہ محنت کر کے اس کتاب کو سادہ اور عام فہم الفاظ میں ترتیب دی ہے تا کہ طلباء اور علماء کے علاوہ عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو صحیح معنوں میں دنیا و آخرت کے لئے خیر کثیر بنائیں اور مؤلف موصوف کی شبانہ روز محنت کو شرف قبولیت عطاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے فیضان کو جاری و ساری رکھے اور اس کے علم کو جِلا بخشے۔ اور یہ کتاب اس کے لئے اور اس کے والدین مرحومین کے لئے وسیلہ نجات بنائیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خادم القرآن نورالہادی شاہ منصوری

# کلمات تبرک

## بقیۃ السلف ' حضرت العلامۃ مولانا قاضی فضل عظیم ارشد☆

## (دام فیوضھم)

(مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالعلوم الباقیات الصالحات ' آدینہ-صوابی)

الحمدللہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علیٰ سیدالانبیاء والمرسلین۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ بات میرے لئے باعث صد افتخار و لائق تحسین ہے۔ کہ ہماری اولاد میں بھی ارباب قلم اور صاحب علم و دانش پیدا ہوئے۔ جو والد محترم حضرت مولانا قاضی فضل رحیم دیوبندی کے علمی تسلسل کو مزید آگے بڑھا دیتے ہیں۔ زیرنظر رسالہ عزیزم مولوی محمد فاضل کی علمی کاوش ہے۔ جس میں شیخ التفسیر حضرت مولانا نورالہادی دامت برکاتھم العالیہ کے اصول تفسیر نہایت مختصر انداز میں تحریر کئے ہیں۔ میں زیادہ سقم وعلالت کی وجہ سے مزید تحریر سے قاصر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے لئے شفایابی اور ہر خاص وعام کے لئے دنیاوآخرت کی بھلائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

الراجی الیٰ اللہ الصمد
قاضی فضل عظیم ارشد
سلطان آباد آدینہ ضلع صوابی

---

(☆) آپ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ = ستمبر ۲۰۱۶ء کو وفات پاچکے ہیں۔ مولانا عطاء الحق صاحب درویش نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ابدی زندگی میں انہیں کامیابی سے ہمکنار کرکے ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائیں۔ [آمین]

## عرض مرتب

الحمد لله الذی أنزل القرآن و شرفنا بحفظه و تلاوته و أمرنا بتدبره و تفهیمه و جعل ذالك من أعظم عبادته والصّلوٰة والسّلام علیٰ من بعثه الله تعالیٰ الی العالمین بالرحمة والقرآن الکریم وعلیٰ آله و أصحابه أجمعین . أما بعد !

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کی طرف سے انسانیت کے لئے مکمل دستور حیات ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر مسلمانی باقی نہیں رہ سکتی ۔

گرہمیں خواہی مسلمان، زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن، زیستن

مقدمۃ التفسیر کے موضوع پر کئی ارباب علم کی تحریریں سپرد قرطاس ہوگئی ہوں گی مگر راقم ناچیز (مرتّب) صاحبِ کردار و گفتار، مالک جبہ و دَستار حضرت شیخ القرآن مولانا نورالہادی دامت برکاتہم العالیہ کے علمی سمندر کو چند اوراق میں سمونے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت شیخ القرآن موصوف کے تفسیری خدمات اظہر من الشّمس ہیں۔ آپ کے زبان سے اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت کے ایسے سرچشمے نکالے ہیں جن کی بدولت صوبہ خیبر پختونخوا کے علاوہ افغانستان، بلوچستان اور گردونواح کے طلباء کی تشنگی سیرابی میں تبدیل ہوگئی ہے۔ آپ کی علمی خدمات کی وجہ سے کئی علاقے سدابہار بن گئے ہیں۔

سالہا سال سے درس قرآن کے دُر وَ جواہر بکھیرنا آپ کا معمول رہا ہے۔ مزید برآں تعطیلات شعبان میں دورہ تفسیر کے اہتمام کی وجہ سے دُور دراز کے طلباء دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور کا رُخ اختیار کرتے ہیں۔

چند احباب نے حضرت شیخ القرآن صاحب کے اصول تفسیر کو اُردو زبان میں جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ بندہ نے جب اس رائے کا اظہار حضرت شیخ القرآن کے سامنے کیا تو آپ نے متبسم ہوکر جلد از جلد اس کو عملی جامہ پہنانے کا حکم دیا۔

حضرت شیخ القرآن کے مقدمۃ التفسیر کے کئی مجموعے آپ کے کئی تلامذہ نے شائع کئے

ہیں۔مگر وہ علاقائی زبان پشتو میں ہیں جو عمومی طور پر مشکل ہیں۔لہٰذا بندہ نے ضروری سمجھا کہ حضرت شیخ القرآن صاحب کے تفسیری خدمات کو مقدمۃ التفسیر کی شکل میں آسان، سلیس اور عام فہم اُردو زبان میں سپرد قلم کرے تاکہ ملک کے چاروں صوبوں کے طلباء وعوام یکساں طور پر اس سے مستفید ہوسکیں۔

لہٰذا بندہ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے حضرت شیخ القرآن کے مقدمۃ التفسیر کو ترتیب دے کر آپ حضرات کے سامنے پیش کیا۔اللہ تعالیٰ اسے بندہ، اس کے والدین، رشتہ داروں، احباب اور شاگردوں کے لئے دُنیا وآخرت کی خوشی کا وسیلہ بنائیں۔اور طلباء وعوام کے لئے کارگر ومفید بنائیں۔ [آمین] وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ.

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ ہوا ، ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا ، تیرے کرم سے ہوگا

الراجی الی اللہ الاجل
(لاشیء) محمد فاضل افضلؔ
خادم طلباء دارالعلوم الباقیات الصالحات' آدینہ (صوابی)
۱۳ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ = ۱۶ ستمبر ۲۰۱۶ء

# آداب قرآن

اَدب کی ضو سے روشن زندگی ہے
اَدب گل ہے تو گلشن زندگی ہے
اَدب سے زندگی جدا کیونکر ہو
اَدب چولی ہے دامن زندگی ہے
ہے ایسا ساتھ اِن دونوں کا گویا
اَدب دِل ہے تو دھڑکن زندگی ہے

# آداب قرآن

أدبوا النفس أيها الأصحاب　　　طرق العشق كلها آداب

درس قرآن سے پہلے چند آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے کیونکہ ادب کے بغیر طالب علم برکات وحی سے محروم رہتا ہے۔کہا جاتا ہے ﴿با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب﴾

آداب دو قسم کے ہیں۔[۱] اجتنابی آداب (سلبی)　　[۲] التزامی آداب (ثبوتی)۔

ذیل میں ہر دو قسموں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

## [۱] اجتنابی آداب:

اجتنابی (سلبی) آداب سے مراد اس قسم کی باتیں ہیں جن سے طالب علم کو اجتناب کرنا (بچنا) چاہئے۔صوفیاء،فلاسفہ اور مناطقہ کے نزد اجتنابی آداب التزامی آداب پر مقدم ہیں کیونکہ پہلے ظرف کو بے ادبی کی گندگی سے خالی کرنا اور پھر اس میں ادب کا پودا بونا چاہئے۔جیسا کہ ﴿لا الہ ''سلب'' اور الا اللہ ''التزام''﴾ کی مثال ہے۔بےادب بے نصیب ہوتے ہیں۔

ذیل میں چند اہم اجتنابی آداب لکھے جاتے ہیں۔

**(۱) اجتناب عن افعال شرکیه**: قرآن کریم کا موضوع چونکہ توحید ہے۔لہٰذا طالب علم کو سب سے پہلے افعال شرکیہ سے اجتناب کر کے توحید کا علمبردار ہونا چاہئے۔اور اسے شرک کے جملہ اقسام (ذاتی،صفاتی،قولی اور فعلی) سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

**(۲) اجتناب عن افعال قبیحه**: طالب علم کو افعال قبیحہ یعنی جھوٹ،چوری،بدنظری، حرص،لالچ،تکبر اور ریا وغیرہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔کیونکہ علم نور ہے۔جس سے گناہ گار منور نہیں ہوتا۔امام شافعی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شكوت الىٰ وكيع سوء حفظی　　　فارشدنی الىٰ ترك المعاصی

واخبرنی بان العلم نور　　　ونور الله لا يهدىٰ لعاصی

[دیوان امام شافعیؒ:۷۰]

**(۳) اجتناب عن خیالات فاسدہ و الوساوس**: طالب علم کو فاسد خیالات اور شیطانی وسوسوں سے بچنا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے اس کو ہمہ وقت کار خیر اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ فراغت کے وقت شیطان فاسد خیالات اور وسوسے ڈال کر طالب کو اپنے مقصد سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿القیٰ الشیطان فی امنیتہ﴾
[سورۃ الحج ۲۲:۵۲]

**(٤) اجتناب عن کثرت الاقوال**: طالب علم کو زیادہ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ کثرۃ مقال اور قیل وقال سے اس کا وقار گر جاتا ہے۔ اور وہ احمقوں میں شمار ہوتا ہے۔ مشہور ہے: ﴿اذا تم العقل نقص الکلام﴾ [مجمع الامثال از احمد بن محمد نیسابوری ۲:۴۵۳]

**(۵) اجتناب عن صحبۃ المکثار والکسلان**: طالب علم کو خاموش طبع ساتھیوں سے میل جول رکھنا چاہیے۔ اسے باتونی لڑکوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے۔ تاکہ اس کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو جائے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ اسی طرح کاہل ساتھیوں سے کنارہ کشی کرنی چاہیے کیونکہ وہ انسان کو کچھ کرنے نہیں دیتے۔ بقول شاعر

لا تصحب الکسلان فی حالاتہ کم صالح بفساد آخر یفسد

عدوی البلید الی الجلید سریعۃ کالجمر یوضع فی الرماد فیخمد

[روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار از محمد بن قاسم بن یعقوب حنفی: ۳۸۸]

**(٦) اجتناب عن بخل المال والعلم والمسائل**: طالب علم کو مال میں بخل نہیں کرنا چاہیے۔ اسے اپنے آپ پر ضرورت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔ کہا جاتا ہے: ”انفق ما فی الجیب یاتیك من الغیب“ اسی طرح صاحب حیثیت طالب علم کو اپنے ساتھیوں پر بھی خرچ کرنا چاہیے۔

**(۷) اجتناب عن کثرۃ الاکل والنوم**: طالب علم کو بسیار خوری سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے طبیعت بور ہو جاتی ہے اور طالب علم مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر حصول علم سے محروم رہتا ہے۔ زیادہ کھانے سے نیند غالب آتی ہے جس سے مقصد (حصول علم) فوت ہو

جاتا ہے اور طالب علم عالی مرتبے کے حصول سے محروم رہ جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: البطنة تذهب الفطنة 'بسیار خوری عقل کو ختم کر دیتی ہے۔ بقول شاعر:

بقدر الکد تکسب المعالی ومن طلب العلیٰ سهر اللیالی [تعلیم المتعلم: ۳۱]

**(۸) اجتناب عن کثرة دخول الاسواق**: طالب علم کو بلا ضرورت بازاروں میں گھومنے پھرنے اور چکر لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اس کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ بلا ضرورت بازاروں میں چکر لگانا فساد سے خالی نہیں۔

**(۹) اجتناب عن تلاوة القرآن وکتابته فی غیر محله**: جہاں لوگ لہو ولعب یا شور وغل میں مشغول ہوں اور قرآن کریم پر توجہ نہ دیں تو ایسے مواقع پر تلاوت کرنا سوء ادب ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کو سونے سے مزین کرنا، اسے زمین یا دیوار وغیرہ پر لکھنا، اس کو آلہ کسب بنانا اور اس سے فال نکالنا ناجائز اور حرام ہے۔

**(۱۰) اجتناب عن صحبة الامراء والاغنیاء واهل الهواء**: طالب علم کو مالدار اور خواہش پسند لوگوں سے کنارہ کش ہونا چاہئے کیونکہ ان کی صحبت سے مادہ پرستی واقع ہو جاتی ہے۔

## [۲] التزامی آداب:

اس قسم کے آداب طالب علم کے لئے اپنانا نہایت ضروری اور لازم ہیں۔ ان کے بغیر طالب علم درس قرآن سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔ کہا جاتا ہے باادب بانصیب۔ التزامی آداب میں سے چند اہم آداب حسب ذیل ہیں۔

**۱: اصلاح نیت**: طالب علم کو سب سے پہلے نیت کی درستگی لازمی ہے۔ کیونکہ "انما الاعمال بالنیات" (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) کی رو سے جب نیت میں اخلاص ہو تو درس قرآن تب مفید ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ لہٰذا طالب علم کے لئے سب سے پہلے اخلاص نیت ضروری ہے۔

**۲: استقامت علی الدرس**: طالب علم کیلئے درس میں استقامت اور دوامیت ضروری

ہے۔اگر وہ سستی اور کاہلی اختیار کر کے مستقل مزاجی سے کام نہ لیں۔تو وہ خیر کثیر سے محروم ہو جائے گا۔لہٰذا طالب علم کو حصول علم کیلئے خوب محنت کرنی چاہئے۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

الجد یدنی فی کل امر شاسع والجد یفتح کل باب مغلق

[تعلیم المتعلم:۳۰]

ترجمہ:انسان کوشش کے بعد ہر مشکل کام کو سرانجام دیتا ہے۔جس طرح بند دروازہ کوشش کے بعد کھلتا ہے۔عرب کہتے ہیں: من طلب شیأ وجد وجد [تعلیم المتعلم:۳۰] (جو کسی چیز کی طلب اور کوشش کرتا ہے تو اسے پالیتا ہے۔)

**(۳)طھارت ظاھری**: طالب علم کو دوران درس باوضو رہنا چاہیے۔کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لا یمسه الا المطهرون﴾ [سورۃ الواقعۃ ۵۶:۷۹]

اسی طرح حدیث میں ہے''لا یمس القرآن الا طاهر'' [معجم کبیر]

ترجمہ:قرآن کریم کو پاک لوگوں کے علاوہ کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔

لہٰذا طالب علم کو قرآن کریم پر عمل کر کے باوضو ہونا چاہیے۔اور بہتر یہ ہے کہ صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگائے۔کیونکہ اطباء اور بزرگ حضرات کے اقوال کے مطابق خوشبو سے عقل بڑھتی ہے۔

**(٤)طھارت باطنی**: طالب علم کو درس قرآن شروع کرنے سے پہلے اپنے دل کو تمام باطنی امراض مثلاً: حسد،حرص،بغض،تکبر،شہوت،ریا اور غصہ وغیرہ سے پاک کرنا چاہیے۔کیونکہ دل ایک ظرف کی مانند ہے۔اور علم قرآن مظروف کی مانند۔جب ظرف (دل) صاف ہو۔تو علم قرآن تب مفید ثابت ہوتا ہے۔

**(۵)تواضع**: طالب علم کو تواضع کی زندگی بسر کرنا چاہیے۔کوئی طالب علم اپنے آپ کو دوسرے طلباء سے اونچا نہ سمجھے۔اس لئے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وعباد الرحمان الذين يمشون على الارض هونا○﴾ [سورۃ الفرقان ۲۵:۶۳]

یعنی مہربان اللہ کے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

اور ارشاد نبوی ہے: ﴿من تواضع للہ رفعه اللہ تعالی﴾ (مسند احمد)

یعنی جس نے اللہ کے لئے عاجزی کی تو اللہ تعالی اس کو بلندی (عزت) نصیب فرمائے گا۔

**(٦) تکرار** : طلباء اپنے اوپر تکرار کو لازم سمجھے۔ کیونکہ تکرار سے علم میں پختگی اور اضافہ ہوجاتا ہے۔کہا جاتا ہے۔(العلم یزید بالتکرار) اور مشہور ہے۔ کہ (لکل شیء باب و باب العلم تکرار) اس لئے طلباء کو چاہیئے کہ تکرار کو زیادہ وقت دیں۔ کیونکہ (السبق حرف والتکرار الف) تکرار کی وجہ سے سبق ذہن نشین ہوجاتی ہے۔(من تکرر تقرر)

**(۷) احترام الاساتذہ والشیوخ** : طالب العلم کو اپنے اساتذہ اور شیوخ کا حد درجہ احترام کرنا چاہیئے کیونکہ بوڑھے مسلمان، عالم دین، عادل حکمران اور استاذ کا احترام تعظیم خداوندی میں داخل ہے۔ حضرت علیؓ تعظیم معلم کے متعلق فرماتے ہیں:

''انا عبد من علمنی حرف واحد ا ن شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق''

اساتذہ کا احترام والدین کے احترام پر مقدم ہے۔ کیونکہ والدین جسم کی پرورش کرتے ہیں۔ جبکہ استاد روح کی۔ اور روح کا درجہ جسم پر فوقیت رکھتا ہے۔ عاق الوالدین کی بخشش ممکن ہے۔ مگر عاق الاساتذہ کی بخشش نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے۔''من حرم الادب فقد حرم الکل'' (جوادب سے محروم ہوا، تو وہ سب کچھ سے محروم ہوا)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

رایت احق الحق حق المعلم — واوجبه حفظا علی کل مسلم

لقد حق ان یهدی الیه کرامة — لتعلیم حرف واحد الف درهم

[تعلیم المتعلم:۲۲]

**(۸) کتاب (قرآن کریم) کا احترام کرنا** : طالب علم کو قرآن کریم اور دیگر کتابوں کا احترام کرنا چاہیئے۔ اسے رحل وغیرہ پر اور دیگر کتابوں کے اوپر رکھے۔ اس پر کوئی کتاب نہ رکھے۔ اس کے سامنے پاوں نہ پھیلائے۔ اس پر فضول لکھائی نہ کریں۔ اس کے اوپر مسواک

گھڑی، موبائیل اور چابیاں وغیرہ نہ رکھے۔ ہاں ہوا کی وجہ سے اوراق کو الٹنے پلٹنے سے محفوظ کرنے کے لئے جائز ہے۔

**(۹) التزام صلوٰۃ خمسہ**: طالب علم کو پانچ وقتہ نماز کا پابند رہنا چاہئے۔ کیونکہ تقویٰ اقامت صلوۃ خمسہ کا تقاضہ کرتی ہے۔﴿ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا﴾

[سورۃ النساء۴:۱۰۳]

لہٰذا طالب علم کو پانچ وقتہ نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔

**(۱۰) علماء کے ساتھ رفاقت**: طالب علم کو چاہئے کہ اکثر اوقات میں علمائے کرام کے ساتھ رہیں اور ان کا دامن ہاتھ سے نہ چھڑانے دیں۔ کیونکہ علماء کی صحبت خیر و برکت سے خالی نہیں ہوتی۔ مزید یہ کہ ان کی باتیں اور گپ شپ بھی علمی ہوتی ہے۔ جو طلباء کے علم میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

**(۱۱) صبر کرنا**: طالب علم کو زمانہ تعلم میں صبر سے کام لینا چاہئے۔ قرآن کریم میں (۷۷) مرتبہ صبر کا ذکر آیا ہے۔ لہٰذا طالب علم کو تعلم کے زمانے میں جو تکالیف و آزمائشیں درپیش ہوں۔ ان پر صبر کرنا چاہئے۔

**(۱۲) غور سے سننا**: طالب علم کو دوران درس مکمل توجہ دے کر لہو ولعب سے اجتناب کرنا چاہئے تاکہ حکم قرآن پر عمل ہو جائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [سورۃ الاعراف ۷:۲۰۴]

اور جب قرآن پڑھی جائے۔ تو اس کے سننے کی طلب کرو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کی جائے۔

**(۱۳) ابتداء میں تعوذ وتسمیہ پڑھنا**: طالب علم کو تعوذ اور تسمیہ سے درس کی ابتداء کرنی چاہئے۔ شیطان چونکہ طالب علم کو وسوسہ ڈالتا ہے تاکہ اسے درس قرآن سے بھگائے۔ لہٰذا تعوذ پڑھنے سے شیطان وسوسہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ کیونکہ تعوذ سن کر وہ خود دور بھاگتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے﴿فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطٰن الرجیم﴾ [سورۃ النحل ۱۶:۹۸]

اورتسمیہ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ [سورۃ العلق]

**(۱۴) قرآن کریم کوعربی لہجے میں پڑھیں**: قرآن کریم کوعربی لہجے میں پڑھنا چاہئے۔حدیث پاک میں ہے: ﴿اقرؤا القرآن بلحون العرب و اصواتها و ایاکم و لحون اهل الفسق و اهل الکتابین فانه سیجیء من بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والرهبانیة والنوح لا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم و قلوب یعجبهم شأنهم﴾ [بیہقی شعب الایمان]

بعض لوگ گانے کے طرز پر جو تلاوت کرتے ہیں وہ حرام ہے۔اسی طرح قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنا چاہئے۔کیونکہ ارشاد ہے: ﴿ورتل القرآن ترتیلا﴾ [سورۃ المزمل ۷۳:۴]

**(۱۵) خوشی و خفگی کا اظہار**: طالب علم کو چاہئے کہ آیات رحمت کے ساتھ خوشی اور آیات عذاب کے ساتھ گریہ وزاری کرے۔

# قرآن کریم کی تعریف

## (۱) لغوی تعریف:

(الف) قرآن باب نصر ینصر [قرن یقرن] سے بروزن فعلان مصدر ہے۔جو مبنی للمفعول ہے جس کے معنی ''مقرون بعضها مع بعض'' یعنی اس کے حصے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔یہ اتصال اور پیوست کرنے کے معنی پر مستعمل ہے۔مطلب یہ کہ قرآن کریم کی رکوعات اورسورتیں ایک دوسرے کے ساتھ متصل (مربوط) ہیں۔اسی وجہ سے اس کو قرآن کا نام دیا گیا۔

(ب) جب لفظ قرآن سماعی مہموز اللام (قرء، یقرء) سے ماخوذ ہو جائے تو معنی ہوگا۔ ''مقروء'' [بہت زیادہ پڑھنے والی کتاب] چونکہ یہ کتاب دنیا کے ہر خطے میں سب سے زیادہ تلاوت کی جاتی ہے۔اسی وجہ سے اسے قرآن کریم کا نام دیا گیا۔یہ لفظ قرآن کریم کے ۳۲ سورتوں

میں ۶۵ آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ﴿ق ۝ والقرآن المجید ۝﴾ [سورۃ ق ۵۰: ۱،۲]

۲: **اصطلاحی تعریف:**

(الف) ھو کلام اللّٰہ المعجز المنزل علی خاتم الانبیاء والمرسلین بواسطۃ جبرائیل امین. المکتوب فی المصاحف المنقول الینا بالتواتر. یعنی یہ اللہ تعالی کی معجز کتاب ہے۔ جو خاتم الانبیاء والمرسلین پر جبرئیل امین علیہ السلام کے واسطے نازل ہوئی ہے۔ جو مصاحف میں مکتوب ہے۔ اور تواتر سے ہمیں منقول ہوگئی ہے۔

(ب) القرآن ھو کتاب اللّٰہ المنزل علی الرسول ﷺ المکتوب فی المصاحف المنقول عنہ نجماً نجماً نقلاً متواتراً بلا شبھۃ فی نقلہ. یعنی قرآن کریم اللہ تعالی کی منزل کتاب ہے جو رسول اکرم پر نازل ہوئی ہے۔ اور مصاحف میں مکتوب ہے۔ اللہ تعالی کی طرف سے تھوڑا تھوڑا منقول ہوئی ہے۔ اس کے نقل کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

(ج) قرآن کریم کی تعریف قرآن کی زبانی: وانہ لتنزیل من رب العالمین ۝ نزل بہ الروح الامین ۝ علی قلبک لتکون من المنذرین ۝ بلسان عربی مبین ۝

[سورۃ الشعراء ۲۶: ۱۹۲ تا ۱۹۵]

"قرآن کریم وہ کتاب ہے۔" جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجماً نجماً نازل ہوئی ہے جسے جبرئیل علیہ السلام نے اتارا ہے۔ آپ ﷺ "یعنی محمد" کے دل پر تاکہ تم 'لوگوں' کو ڈرائے۔ (یہ کتاب) واضح عربی زبان میں ہے۔

(د): سندی وشیخی وسیدی حضرت شیخ القرآن (مولانا نور الہادی صاحب دامت برکاتہم العالیہ) قرآن کریم کی تعریف عجیب انداز میں قرآن کریم کی زبان میں فرماتے ہیں: ﴿کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا ایاتہ ولیتذکر اولوا الالباب﴾ [سورۃ ص ۳۸: ۲۹]

**توضیح** :۔ کتاب میں تنوین برائے تعظیم ہے۔ (کتاب) جنس ہے۔ جس میں تمام کتابیں شامل ہیں۔ (انزلناہ) فصل ہے۔ جو غیر منزل کتابیں خارج کرتا ہے۔ (یخرج الکتب

الغیر المنزله) مثلا کنز وھدایہ وغیرہ (الیك) کی وجہ سے تمام منزل کتابیں (ماسوائے قرآن مجید کے) یعنی تورات، زبور، انجیل خارج ہوئیں۔ (مبارک) لازم ہے۔ لیکن امام شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اس کو متعدی معنی میں بدلا جائے گا۔ یعنی مبارکٌ قارئه ومبارك سامعه ومبارك حافظه ومبارك عالمه ومبارك عامله ومبارك خادمه۔

**موضوع قرآن**: موضوع وہ لفظ ہے جس میں عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے۔ (الموضوع ما یبحث عن العوارض الذاتية) ہر علم کا اپنا موضوع ہوتا ہے۔ حضرات مفسرین نے قرآن کریم کے مختلف موضوعات ذکر کیے ہیں۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے قرآن کریم کا موضوع (جہاد) ذکر کیا ہے۔ بعض مفسرین نے (انسان) کو موضوع قرآن قرار دیا ہے۔ جبکہ حضرت شیخ القرآن صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن کریم کا موضوع (توحید) ہے۔ آپؒ نرالے انداز میں ہر سورۃ کا حاصل (لا اله الله محمد رسول الله) ثابت فرماتے ہیں۔

**غرض وغایت**: قرآن کریم کا غرض وغایت (حصول فوزدارین) ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فمن اتبع الھدیٰ (القرآن) فلا یضل (فی لدنیا) ولا یشقیٰ (فی الآخرة) یعنی جس نے قرآن کریم کی تابعداری کی۔ تو وہ دنیا میں گمراہی اور آخرت میں ہلاکت سے محفوظ ہو جائے گا۔

**اسماء القرآن**: ہر مصنف اپنی تصنیف کا نام خود تجویز کرتا ہے۔ جبکہ کتاب اپنی اہمیت اور خصوصیات کے پیش نظر عوام میں بھی توصیفی اور شہرتی نام سے مسمّٰی ہوتا ہے۔ اس رو سے قرآن کریم کے دو قسم کے نام ہیں۔ (۱) ذاتی اسماء جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ہی میں بیان فرمائے ہیں: یہ پانچ ہیں: (۱) قرآن (۲) فرقان (۳) تنزیل (۴) ذکر (۵) کتاب

(۱) **قرآن**: اس کی وضاحت اوپر گزر چکی ہیں۔ مثلاً: (بل هو قرآن مجيد) [سورۃ بروج ۸۵:۲۲]

(۲) **فرقان**: اس کا مادہ (ف.ر.ق) ہے جس سے مصدر کا صیغہ فرقان بروزن فعلان ہے۔ جس کے معنی ''الفرق بين الشيئين'' کے ہیں۔ یعنی دو چیزوں کے درمیان تمیز اور جدائی کرنا اللہ

تعالیٰ کی یہ کتاب چونکہ حق وباطل، اسلام وکفر، حلال وحرام، معروف ومنکر، مومن وکافر اور جنتی و دوزخی کے درمیان فرق اور تمیز پیدا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فرقان رکھا ہے۔ فرقان کا لفظ قرآن کریم میں تین مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ﴿تبارك الّذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا﴾ [سورۃ الفرقان ۲۵:۱]

(۳) **الکتاب:** یہ معرف باللام ہے۔ اس کا مادہ (ک ت ب) ہے۔ یہ اس سے مصدر کا صیغہ ہے۔ اس لفظ (الکتاب) کے مصدری معنی تو ''لکھنا'' ہے۔ مگر عربی میں مصدر کبھی مفعول بہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس قاعدے کی رو سے الکتاب بمعنی المکتوب یعنی خط کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم اگرچہ تورات کی طرح لکھا ہوا تو نازل نہیں ہوا تھا۔ لیکن نزول سے پہلے لوح محفوظ پر لکھا ہوا تھا۔ اور نزول کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنی نگرانی میں کاتبین وحی سے لکھوایا تھا۔ الکتاب کا لفظ بطور ''اسم القرآن'' قرآن مجید میں ۶۸ مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً:

﴿ذالك الکتاب لا ریب فیہ﴾ [سورۃ البقرۃ ۲:۲]

(۴) **الذکر:** ذکر نسیان کی ضد ہے۔ جسکے معنی یاددہانی اور نصیحت کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم چونکہ اللّٰہ تعالیٰ کی عظمت اور توحید، نبی اکرم ﷺ کی رسالت، تذکیر بالموت اور مابعد الموت کی یاد دلاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کتاب کا نام الذکر رکھا گیا ہے۔ الذکر کا لفظ قرآن کریم میں ۲۱ بار آیا ہے۔ مثلاً: ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون﴾ [سورۃ الحجر ۱۵:۹]

(۵) **تنزیل:** تنزیل باب تفعیل سے مصدر کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ نازل ہونے والی کتاب۔ چونکہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ پر ۲۳ سال کے زمانے میں نازل ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو تنزیل کہا جاتا ہے۔ تنزیل کا لفظ بھی قرآن کریم میں تین بار آیا ہے۔ مثلاً:

﴿تنزیل الکتاب لا ریب فیہ من رب العالمین﴾ [سورۃ الم السجدہ ۳۲:۲]

بعض مفسرین نے تنزیل کو اَسماء القرآن میں شمار نہیں کیا ہے۔

(۲)**صفاتی اَسماء**: قرآن کریم کے صفاتی نام بعض مفسرین نے ۹۰ تک بتائے ہیں۔مگر امام زرکشیؒ نے اپنی کتاب البرھان فی علوم القرآن میں ۵۵ نام گن گن کر کے لکھے ہیں۔جن میں سے چند مندرجہ زیل ہیں۔

(۱)البیان(۲) الموعظۃ(۳) البرھان (۴) النور (۵) الحجۃ البالغۃ (۶) صراط مستقیم (۷) البصائر(۸)السبیل(۹) مبارک(۱۰)الکوثر

## تعریف علم تفسیر:

**(۱) لغوی تعریف**: تفسیر(فسر یفسر تفسیرًا)باب تفعیل سے مصدر کا صیغہ ہے۔اور یہ فسر سے ماخوذ ہے۔جس کے لغوی معنی (الایضاح والتبین) کشف اوروضاحت کے ہیں۔امام راغب فرماتے ہیں۔کہ جس لفظ کا مادہ ''ف س ر'' ہو،تو اس کے اندر کشف کے معنی پائے جائیں گے۔یہ الفاظ مقلوبہ میں سے ہے۔جو سفر سے مقلوب ہے۔جیسے ﴿والصبح اذآ اَسفر﴾

[سورۃ المدثر۷۴:۳۴]

سفر کوسفر اس لئے کہتے ہیں۔کہ یہ مسافر کے لئے احوال علم اوراخلاق الناس کو منکشف کر دیتا ہے۔مگر دونوں میں فرق یہ ہے۔کہ سفر کشف اعیان کیلئے استعمال ہوتا ہے۔اورفسر کشف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۲)**اصطلاحی تعریف** :(ا)امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ علم تفسیر کی تعریف اس طرح کرتے ہیں ﴿التفسیر علم یفھم بہ کتاب اللہ المنزل علی نبی وبیان معانیہ واستخراج احکامہ وحکمہ﴾ یعنی علم تفسیر ایسا علم ہے۔جس کے ذریعے کتاب اللہ(جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے) کی فہم،اس کے معنی اوراس کے احکام کی استخراج حاصل ہوجاتی ہے۔

(ب) جمہور مفسرین علم تفسیر کی اصطلاحی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔﴿ ھو علم باصول یعرف بھا معانی القرآن بقدرطاقۃالبشریۃ﴾

''یعنی علم تفسیر ان اصولوں کے جاننے کا نام ہے۔جن سے کلام اللہ کے معنی حتی الامکان معلوم ہوسکیں''

علماء مفسرین نے اپنی بساط اور علمی شغف کی بناء پر قرآن کریم کی تفسیر کی ہے۔ہر مفسر

نے اپنی توانائی خرچ کر کے علمی میدان میں قرآن کریم کی تفسیر پر قلم آزمائی کی ہے۔مثلاً علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمان البخاری الحنفی الملقب بعلاء الدین صاحب نے (۱۰۰۰) جلدوں میں (تفسیر علائی) کے نام سے ایک تفسیر لکھی ہے۔جس میں صرف بسم اللّٰہ پر (۱۰۰) جلدیں تحریر کیں ہیں۔اسی طرح دوسری تفسیر (حدائق ذات بھجہ) ہے۔جو (۵۰۰) جلدوں میں لکھی گئی ہے۔ اسی طرح دیگر کئی تفاسیر ہیں۔جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) تفسیر الکبیر: فخر الدین محمد بن ذکریا الرازی۔

(۲) الدر المنثور: علامہ جلال الدین سیوطی۔

(۳) انوار التنزیل: الامام عبداللّٰہ بن عمر البیضاوی۔

(۴) تفسیر الخازن: علاؤ الدین علی بن عمر۔

(۵) تفسیرات احمدیہ: شیخ احمد المعروف بملا جیون۔

(۶) الجامع لاحکام القرآن: الامام ابوعبداللّٰہ القرطبی۔

(۷) تفسیر البرہان: حضرت شیخ القرآن عبدالہادی شاہ منصورؒ۔

**موضوع علم تفسیر** :علم تفسیر کا موضوع (کلام اللہ تعالیٰ من حیث دلالتہ علیٰ مراد اللہ تعالیٰ) ہے۔

**غرض وغایت**:التمیز بین الصحیح و الغلط یا الاعتصام با لعروۃ الو ثقٰی۔ یعنی صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنا۔یا دین متین پر پابندی سے عمل کرنا۔

**اقسام تفسیر (تفسیر کے ماخذ)**: اہل سنت والجماعت کے نزد تفسیر کی دو بڑی قسمیں ہیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں۔(۱) تفسیر بالماثور (ب) تفسیر بالرائے

(۱) تفسیر بالماثور: قرآن کریم کی آیات کی تفسیر اگر قرآن وحدیث یا صحابہ کرام وتابعین کے اقوال سے کی جائے۔تو اسے تفسیر بالماثور (منقول) کہا جاتا ہے۔اس کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

**(۱) تفسیر القرآن بالقرآن** : یہ تفسیر قرآن کا اولین ماخذ ہے۔اس کا مطلب قرآن مجید کے بعض آیات کی تفسیر بعض آیات کریمہ کے حوالے سے کرنا ہے۔(القرآن یفسر بعضہ بعضا) کی رو سے قرآن کریم کی بعض آیات میں جو اجمال واقع ہوتی ہے۔تو دیگر آیات میں ان کی تفصیل

ہوتی ہے۔جیسے ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ [سورۃ الفاتحہ۱:۶] کی تفسیر قرآن کریم میں اس طرح ہے۔﴿ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ○ ھٰذا صراط مستقیم ○ ﴾ [سورۃ آل عمران۳:۵۱] اور ﴿صراط الذین انعمت علیھم﴾ [سورۃ الفاتحہ۱:۷]

اسی طرح حتی ﴿یتبین لکم الخیط الابیض من الاسود﴾ [سورۃ البقرۃ۲:۱۸۷] کی تفسیر ''من الفجر'' ہے۔

**(۲) تفسیر القرآن با لحدیث والسنہ**: یہ علوم تفسیر کے جاننے اور سمجھنے کا دوسرا ماخذ ہے۔اس سے مراد قرآن کریم کے بعض آیات کریمہ کی تفسیر احادیث نبوی کے حوالے سے کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری ہی قرآن مجید کی تفسیر اور وضاحت کر کے امت کو پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

(الف) ﴿انا انزلنا الیك الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراك اللّٰہ ولا تکن للخائنین خصیما﴾. [سورۃ النساء۴:۱۰۵]

(ب) ﴿وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھمْ ولعلھم یتفکرون.﴾

[سورۃ النحل۱۶:۴۴]

مثلاً: ''ولقد اتینك سبعا من المثانی والقرآن العظیم'' کی تفسیر سورۃ الفاتحہ ہے۔جیسا کہ حدیث میں ہے۔''الحمد للہ رب العالمین ھی االسبع المثانی والقران العظیم الذی اوتیتہ'' [صحیح بخاری]

ترجمہ: الحمدللہ ہی وہ سات آیات ہیں۔جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔اور یہی قرآن عظیم ہے۔

**(۳) تفسیر القرآن بآثار الصحابہ**: صحابہ کرام چونکہ تعلیم القرآن کے شیدائی تھے۔ ان کو نبی اکرم ﷺ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔اور آپ ﷺ سے بلا واسطہ قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔اور جو کچھ سیکھ لیتے ان پر عمل کرتے رہتے۔جیسا کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: '' کان الرجل منا اذا تعلّم عشر آیات لم یجاوز ھن حتیٰ یعرف معانیھن والعمل بھن'' صحابہ کرام میں علم تفسیر کے سب سے زیادہ شہرت یافتہ علماء حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عبداللّٰہ ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔صحابہ کرام کے آثار واقوال سے قرآن کریم کے آیات کریمہ

کی تفسیر کوتفسیرالقرآن بآثارالصحابہ کہتے ہیں۔ مثلا: جب سورۃ النصر نازل ہوئی۔تو سیدنا ابن عباسؓ نے اسکے متعلق فرمایا۔کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔

**(٤)تفسیر القرآن بآثارالتابعین**: تفسیرقرآن کا چوتھا ماخذ تابعین کےاقوال ہیں۔ تابعین وہ لوگ ہیں۔جنہوں نے اسلام کی حالت میں صحابی سے ملاقات کی ہو۔تابعین نے صحابہ کرام سےعلم حاصل کیا۔ان کےاقوال کے متعلق علماء میں اختلاف پایاجاتا ہے۔بعض کہتے ہیں۔کہ تابعی کا قول تفسیر میں حجت ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تابعین کے جواقوال وآثار صحیح سند کہ ساتھ منقول ہوں وہ تفسیرالقرآن میں حجت ہیں۔اورتابعی کےاقوال وآثار کا اگرصحابہ کےآثاراور نبی اکرم ﷺ کےاحادیث سے معارض ہوتو وہ مردود ہیں۔

تابعین میں سے مشہور مفسرین مندرجہ زیل ہیں۔

(۱)سعیدابن زبیر (۲)مجاہدؒ (۳)عکرمہ بن ابی رباح

**(۵)تفسیر القرآن باقوال المشایخ**:۔تفسیرالقرآن جاننے اورسمجھنے کا پانچواں ماخذ مشائخ اورفقہاء کےاقوال ہیں۔فقہاء مندرجہ بالا چار مصادر کی روشنی میں وقت کے تقاضے اور انسانی فہم کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں۔

**(ب)تفسیر بالرائ**: اس سے مراد ایسی تفسیر ہے۔جوعقل واجتہاداورفکرونظر کی بنیاد پرلکھی گئی ہو۔بعض حضرات کے نزدتفسیر بالرائ مکمل طور پرنا جائزاورحرام ہے۔جوان احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔(من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطاء) [ترمذی]

اور(من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعده من النار) [ترمذی]

مگراس کا یہ مطلب ہرگزنہیں کہ اجتہاداوررائے کے ذریعے قرآن کریم سے ایسے معنی بھی مستنبط نہیں کئے جاسکتے جواصول شرعیہ کے مطابق ہوں کیونکہ:

﴿کتاب انزلناه الیك مبٰرك لیدبروا اٰیٰته ولیذ کر اولوا الالباب﴾ [سورۃ ص۳۸:۲۹]

اور﴿افلا یتدبرون القرآن ام علٰی قلوبهم اقفالها﴾[سورۃ محمد۴۷:۲۴] ان آیات سے اجتہاداوراستصواب رائے کی بدولت تفسیرقرآن کی گنجائش اوراجازت ملتی ہے۔جبکہ حدیث مذکورہ

میں (رائے) ھویٰ یعنی خواہش پر محمول ہے۔لہٰذا تفسیر بالرائے جب اصول شرع کے مطابق ہوتو مستحسن اور محمود ہے اور جب اصول شرع کے مخالف ہوتو مردود اور مذموم۔اسی وجہ سے اس کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

**(۱) تفسیر بالرایٔ محمود:** یہ تفسیر بالرایٔ کی جائز قسم ہے۔اس قسم کی تفاسیر فقہ،لغت، بلاغت،صرف و نحو اور علم الکلام پر مشتمل ہوتی ہیں۔مگر اس قسم کی تفسیر ایسے حضرات کر سکتے ہیں جن میں مفسر کے شرائط موجود ہوں۔(مفسر کے شرائط ذیل میں آرہی ہیں) تفسیر ماتریدی،تفسیر کبیر،تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی تفسیر بالرایٔ محمود پر مشتمل تفاسیر ہیں۔

**(۲) تفسیر بالرایٔ مذموم:** یہ تفسیر بالرایٔ کی ناجائز اور مذموم قسم ہے۔اس قسم کی تفاسیر میں رطب و یابس کی پرواہ کئے بغیر اوراق سیاہ کئے جاتے ہیں۔تفسیر زمخشری،تفسیر سرسید احمد خان اور تفسیر غلام احمد پرویز تفسیر بالرایٔ مذموم پر مشتمل ہیں۔

**(۳) تفسیر اشاری:** یہ ایسی تفسیر ہے۔کہ جس میں ظاہر کے خلاف خفیہ اشارات کی روشنی میں قرآن کریم کی شرح کی جائے۔جو ارباب تصوف وسلوک کے ذہن وقلب پر منکشف ہوتے ہیں۔اور ان کو لدنی طور پر عطا کی جاتی ہیں۔مگر قرآن کریم کے ظاہری معنی کا انکار نہ کیا جائے۔یہ تفسیر بالرائے کی جائز اور مقبول قسم ہے۔مگر اس شرط پر کہ خفیہ اشارات آیت کریمہ کے معنی اور مطلب سے ہم آہنگ اور مناسب ہو،متصادم نہ ہو۔اور اس کی تائید میں کوئی شرعی دلیل موجود ہو۔تفسیر روح المعانی اور تفسیر ابن عربی اس قسم کی تفاسیر ہیں۔

## تفسیر قرآن کے سمجھنے کی شرائط

مفسرین حضرات نے تفسیر کی اہلیت واستعداد اور فہم قرآن کی قابلیت کے لئے کچھ شرائط ذکر کئے ہیں۔جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

**(۱) علم اللغہ (لسان):** مفسر قرآن کے لئے عربی زبان کی مہارت نہایت اہم اور ضروری ہے۔مفردات القرآن اور مدلولات کا استعمال عربی لغت کے بغیر ناممکن ہے۔لغت کے ساتھ ساتھ مفسر کو صرف ونحو پر عبور حاصل کرنا ہوگا۔کیونکہ عربی زبان کے لئے صرف ونحو کی حیثیت ایسی ہے۔جیسا

کہ نمک کی حیثیت آٹے کے لئے۔

**(۲)علم السُّنَّة:** مفسر قرآن کے لئے علم السنن کا حصول لازمی ہے۔صاحب قرآن (رسول اکرم) کے ارشادات کے بغیر فہم قرآن ناممکن ہے۔کیونکہ آپ کا کردار قرآن کریم کا عملی تفسیر ہے۔آپ نے قرآن کریم کے مبہم اور مجمل مقامات کی تفسیر کی ہے۔کیونکہ یہ آپ کے وظیفہ نبوت میں سے ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔﴿ویعلمهم الکتاب والحکمة﴾ [سورۃ الجمعہ ۶۲:۲] اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے﴿لتبین للناس لما نزل الیهم﴾ [سورۃ النحل ۱۶:۴۴]

**(۳)علم الآثار:** مفسر قرآن کے لئے صحابہ کرام اور تابعین کے آثار کا علم حاصل کرنا لازمی ہے۔کیونکہ صحابہ کرام کو رسول اکرم سے براہ راست شرف تلمذ حاصل ہے۔ان کا فہم قرآن دیگر حضرات کی بہ نسبت اصوب واصح ہے۔اسی وجہ سے مفسر قرآن کو علم الآثار کا سمجھنا ضروری ہے۔

**(٤)علم اصول الدین:** بعض مرتبہ قرآن کریم کے آیات اپنے ظاہر کے اعتبار سے ایسی باتوں پر دلالت کرتی ہیں۔کہ وہ باتیں اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں ہیں۔لہٰذا اصولی شخص (اصول دین کا عالم) ان کی تاویل کر کے جائز و ناجائز باتوں پر استدلال کرسکتا ہے۔

**(۵)علم اصول فقه:** مفسر قرآن کے لئے علم اصول فقہ کی سمجھ لازمی ہے کیونکہ اس علم کی بدولت احکام (فرض،واجب،سنت،مستحب،مباح اور حرام) اور ان کے استنباط کی دلائل معلوم ہوتی ہیں۔

**(٦)علم قراء ت:** مفسر قرآن کے لئے علم قرات اس لئے ضروری ہے۔کہ قرآن کے ساتھ نطق کی کیفیت اسی علم کی ذریعہ ہوتی ہے۔

**(۷)علم اسباب نزول:** علم اسباب نزول اس لئے ضروری ہے۔کہ اس کے ذریعہ سے آیت کریمہ کے وہ معنی معلوم ہوتے ہیں جن کے بارے میں وہ نازل کئے گئے ہو۔

**(۸)علم ناسخ و منسوخ:** مفسر قرآن کے لئے علم ناسخ و منسوخ کا جاننا بے حد ضروری ہے۔تاکہ محکم آیات کی منسوخ آیات سے تمیز کر سکے۔

**(۹)علم البلاغةوالمعانی:** علم البلاغۃ میں علم البیان،معانی اور بدیع شامل ہیں۔جن کی بدولت کلام کی تراکیب،تحسین،خواص اور ان کے معانی کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

**(۱۰)علم الاشتقاق:** اس علم کی بدولت مفسر کو الفاظ اور ان کے مادے و اشتقاق کا علم ہوتا ہے۔

**(۱۱)علم الموھبہ**: یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہبی (لدنی) طور پر ملتا ہے۔اس کا حصول اکتسابی طور پر نہیں ہوتا۔ یہ اولیاء وازکیاء پر ان کی للٰہیت کی بدولت منکشف ہوتی ہے۔

## سلاسل تسعہ

تفسیر قرآن کے نو مشہور سلسلے ہیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں۔

**(۱)سلسلہ اول ربط**: کسی سورۃ کا دوسرے سورۃ (ماقبل) کے ساتھ مناسبت ربط کہلاتا ہے۔

**(۲)سلسلہ دوم دعاوی**: ہر سورۃ میں مسائل اصولیہ پر دعوی پیش کیا جاتا ہے۔جیسے دعوی توحید، دعوی رسالت، دعوی صداقت قرآن، دعویٰ اثبات مجازات (قیامت)۔

**(۳)سلسلہ سوم دلائل**: اس سلسلہ میں دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔دلائل چار قسم کی ہیں:

(۱)عقلی (۲)نقلی (۳)وحی (۴)استقراری۔ پھر دلائل عقلیہ کی دو قسمیں ہیں: آفاقی، انفسی، جیسے سورۃ البقرۃ میں ہے۔﴿یاایھا الناس اعبدواربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ الذی جعل لکم الارض فرا شا ﴾ [سورۃ البقرۃ۲:۲۲]

دعویٰ توحید"اعبدو اربکم "میں اوردلیل عقلی آفاقی "الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء"میں بیان کیا۔جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہے ۔

برگ درختان سبز درنظر ہوشیار

ہرورق دفتر ایست معرفت کردگار

**(٤)سلسلہ چھارم شکایات**: جس میں قوموں کے بعض اقوال اللہ تعالیٰ کی طرف نامناسب طور پر منسوب کی گئی ہو، جیسے:﴿لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء﴾

[سورۃ آل عمران۳:۱۸۱]

**(٥)سلسلہ پنجم تخویفات**: تخویف دو قسم کی ہیں:(ا)دنیوی، جس کو عذاب دنیوی سے پیش کیا جاتا ہے۔جیسے:﴿قل للذین کفرواستغلبون ﴾ [سورۃ آل عمران۳:۱۲]

(ب)اُخروی، جس کو عذاب اخروی سے پیش کیا جاتا ہے۔جیسے ﴿وتحشرون الیٰ جھنم ﴾

[سورۃ آل عمران۳:۱۲]

**(٦)سلسلہ ششم تنبیھات** اس سلسلہ میں نبی اکرم کو خصوصا اور مومنوں کو عموما تنبیہ دی

جاتی ہے۔جیسے ﴿ھاانتم ھٰولاء الذین تحبونھم ولا یحبومنکم ﴾ [سورۃ آل عمران۳:۱۱۹]
مومنوں کوتنبیہ دی گئی ہے۔کہ اہل کتاب سے دوستی نہ کرو کیونکہ یہ باطنی طور پرتمہارے دشمن ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔﴿یاایھاالنبی لم تحرم ماا حل اللہ لك ﴾ [سورۃ التحریم۵۶:۱]
اس آیت میں آپ کوخصوصا تنبیہ دی گئی ہے۔

**(۷)سلسلہ ھفتم تسلیات**: اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ اورمومنوں کوتسلی دی جاتی ہے۔جیسے :

﴿انما علیك البلاغ و علینا الحساب﴾ [سورۃ الرعد۱۳:۱۴۰]

اس عبارت میں آپ کوتسلی دی گئی ہے۔کہ تمھارا کام پہنچانا ہے۔اورحساب کتاب ہم پرہے۔
دوسری جگہ ارشادہے۔﴿ان تنصروا و تتقوایاتو کم من فور کم ھٰذا یمدد کم ربکم ﴾
[سورۃ آل عمران۳:۱۲۵]
مومنوں کوتصرف وغلبہ کے لئے امداد کی تسلی دی گئی کہ اگرکفارکو جنگ کے لئے مدد آتی ہے۔تو میں بھی تمہاراامداد ہزار، تین ہزاریاپانچ ہزارفرشوں سے کروں گا۔

**(۸)سلسلہ ھشتم ازالہ شبھات**: اس کا مطلب غلط اورفاسد خیالات کودورکرنا ہے۔اس کی تین صورتیں ہیں۔

(ا) مخالفین کے باطل عقاید کاذکرکرکےان کےشبہات کاازالہ کیا جاتا ہے۔جیسے﴿وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذالك قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا﴾
[سورۃ التوبۃ۹:۳۰]
اس آیت کریمہ میں یہودونصاریٰ کے باطل عقائدۃ (ابنیت) کوذکرکرکےان کاازالہ فرمایا۔

(ب) مخالفین کےسوالات کوذکرکرکےان کاجواب دیاجاتا ہے۔جیسے﴿وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلك امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین﴾ [سورۃ البقرۃ۲:۱۱۱]
اس آیت میں پہلے شبہہ ذکرکیا گیا اوربعد میں اس کاازالہ کردیا۔

(ج) مخالفین کےعقائد باطلہ کوذکرکرکےان کاتردید کرنا،جیسے:﴿وقالوا اذا متنا و کنا ترابا و

عظاماء انا لمبعوثون﴾ [سورۃ المؤمنون۲۳:۸۲]

**(۹)سلسلہ نہم خلاصہ سورۃ:** اس سلسلہ میں تمام سورۃ کا خلاصہ چند سطروں میں مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

## وحی کی حقیقت:

**وحی کی لغوی تعریف:** وحی عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کے لغوی معنی (جلدی سے کوئی اشارہ کرنے یا الہام کرنے) کے ہیں۔قرآن کریم کی متعدد آیات میں وحی اپنے لغوی معنوں پر استعمال ہوئی ہے۔جیسے:﴿واوحینا الیٰ امر موسیٰ ان ارضعیہ﴾ [سورۃ القصص۲۸:۷]

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ اس کو دودھ پلائے۔﴿ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیائھم لیجادلوکم﴾ [سورۃ الانعام۶:۱۲۱]

بے شک شیاطین اپنے دوستوں کو تیزی سے اشارہ کرتے ہیں۔تاکہ تم سے لڑائی کریں۔

**لغوی وحی کی اقسام:** لغوی وحی کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

**(۱)فطری:** اس قسم کی وحی صرف حیوانات کے لئے مختص ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کے مکھیوں کو الہام کرکے ان کی فطرت میں شہد بنانے کی قوت پیدا کی ہے۔﴿واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا﴾ [سورۃ النحل۱۶:۶۸]

**(۲)ایجادی:** اس قسم کی وحی سائنس دانوں اور موجدین کو کی جاتی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ ان کی دل میں بات ڈالتا ہے۔اور وہ ایک نئی چیز ایجاد کردیتے ہیں۔جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿کلا نمد ھٰؤلاء و ھٰؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا﴾ [سورۃ بنی اسرائیل۱۷:۲۰]

یعنی مومن اور کافر دونوں (ایجاد کرنے کی) کوشش کرتے ہیں۔ہم ان کی مدد کرتے ہیں۔تیرے رب کی عطا کسی کے لئے بند نہیں۔

**(۳)عرفانی:** اس قسم کی وحی اولیاء کے لئے مختص ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان کی ریاضت اور تزکیہ کی بدولت الہام کرکے ان کو عرفانی اور لدنی علم عطا فرماتے ہیں۔جیسا کہ ارشاد ہے:﴿والذین جاھدوا

فینا لنھدینھم سبلنا﴾ [سورۃ العنکبوت۲۹:۶۹]
جو ہمارے دین کی راستہ میں کوشش کرتے ہیں۔تو ہم ضرور ان کو اپنے (ہدایت کی) راستے ان کے لئے کھول دیتے ہیں۔

**وحی کی اصطلاحی تعریف:** اصطلاح میں وحی کی تعریف یہ ہے۔(کلام اللہ المنزل علیٰ نبی من انبیائہ) یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو اس کے کسی نبی پر نازل ہو۔

**وحی اصطلاحی کی قسمیں:** وحی اصطلاحی کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔(۱) وحی متلو (۲) وحی غیر متلو۔

**(۱) وحی متلو:** یہ وحی کی وہ قسم ہے۔جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔اسے وحی جلی بھی کہا جاتا ہے۔جو قرآن کریم کی شکل میں محفوظ ہے۔

**(۲) وحی غیر متلو:** یہ وحی کی وہ قسم ہے۔جس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔اسے وحی خفی بھی کہا جاتا ہے۔جو احادیث مبارکہ کی شکل میں محفوظ ہے۔

**اقسام نزول وحی:** نزول وحی کی مندرجہ زیل تین قسمیں ہیں۔

**(۱) وحی قلبی:** اس قسم کی وحی براہ راست پیغمبر علیہ السلام کے دل پر واقع ہو جاتی ہے۔کسی فرشتے یا حواس خمسہ کا کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا۔یہ کیفیت خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں ہوتی ہے۔

**(۲) کلام الٰہی:** اس قسم کی وحی میں پیغمبر کو براہ راست کلام الٰہی سنائی جاتی ہے۔اس میں بھی کسی فرشتے کا واسطہ نہیں ہوتا۔مگر اس کو ایک آواز سنائی دیتی ہے۔جو تمام آوازوں سے الگ محسوس ہوتی ہے۔چونکہ اس قسم کی وحی میں پیغمبر علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست رابطہ ہوتا ہے۔لہٰذا یہ وحی کی سب سے اعلیٰ و افضل قسم ہے۔

**(۳) وحی ملکی:** اس قسم کی وحی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پیغمبر علیہ السلام کو فرشتے (جبرئیل علیہ السلام) کے ذریعے بھیجی جاتی ہے۔بعض مرتبہ فرشتہ اپنی اصلی شکل میں آجاتا ہے۔اور بعض مرتبہ کسی دسرے آدمی کی شکل میں۔کبھی کبھار دکھائی بھی نہیں دیتا۔قرآن کریم میں ان تینوں قسموں کا ذکر آیا ہے۔﴿وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء﴾[سورۃ الشوریٰ۴۲:۵۱]

**وحی ملکی کی صورتیں:** وحی ملکی کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

**(۱) صلصلۃ الجرس:** آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے کا ایک طریقہ صلصلۃ الجرس ہے۔آپ ﷺ کو گھنٹی کی آواز سنائی دیتی تھی۔جیسے کہ حدیث شریف میں ہے:﴿احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس﴾

(صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی (۱) باب کیف کان بدء الوحی (۱) حدیث:۲)

**(۲) تمثیل ملک:** وحی کی دوسری صورت یہ تھی کہ جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں آپ ﷺ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیتا تھا۔آپ علیہ السلام اکثر حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آکر وحی لاتے تھے۔

**(۳) فرشتے کا اپنی اصلی شکل میں آنا:** وحی کی اس صورت میں جبرئیل علیہ السلام کسی انسان کی شکل اختیار کئے بغیر اپنی اصلی شکل میں آتے تھے۔مگراس حالت میں عمر بھر میں صرف تین مرتبہ آئے۔

**(۴) نفث فی الروع:** وحی کے اس طریقہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کسی بھی شکل میں سامنے آئے بغیر آپ کے قلب مبارک میں کوئی بات القاء فرماتے تھے۔جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:''ان روح القدس نفث فی روعی'' یعنی روح القدس نے میری دل میں یہ بات ڈالی۔

[شرح السنۃ لامام بغوی، کتاب الرقاق (۳۶) باب التوکل علی اللہ،۱۴: ۳۰۵]

## وحی،کشف اور الہام کے درمیان فرق

**وحی:** یہ انبیائے کرام کا خاصہ ہے۔ان کے علاوہ کسی اور پر وحی کا نزول ناممکن اور محال ہے۔اگر کہ وہ ولایت کے اعلیٰ اور فائق مقام پر فائز کیوں نہ ہو۔

**کشف:** اس کا تعلق حسیات سے ہے۔یعنی اس میں کوئی چیز یا واقعہ آنکھوں سے نظر آتا جاتا ہے۔

**الہام:** اس کا تعلق وجدانیات سے ہے۔یعنی اس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی ،صرف دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے۔

**کاتبین وحی:** رسول اکرم کے زمانے میں جب وحی نازل ہوتی۔تو آپ صحابہ کرام کو اس کے لکھنے کا حکم فرماتے تھے۔دور نبوی میں جو صحابہ وحی لکھتے تھے۔ان کو کاتبین وحی کہا جاتا ہے۔ان کی تعداد تقریبا چالیس تک پہنچتی ہے۔جن میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ | (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ | (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ |
| (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ | (۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ | (۶) حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ |
| (۷) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ | (۸) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ | (۹) حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ |
| (۱۰) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ | (۱۱) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ | (۱۲) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ |

## جمع القرآن

نزول قرآن کے وقت نبی اکرم کا معمول تھا۔ کہ کاتبین وحی کو حکم فرماتے رہتے۔ کہ فلاں آیت کو فلاں آیت یا سورۃ کے پیچھے اور فلاں سورۃ کو فلاں سورۃ کے پیچھے لگادو۔ صحابہ کرام تعمیل حکم کرتے ہوئے اسے کھجور کے شاخوں، ہڈیوں، چمڑوں اور پتھروں وغیرہ پر لکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے دور میں قرآن کریم کا ایک نسخہ بھی مکمل طور پر دستیاب نہ ہوسکا۔ صحابہ کے پاس چند منتشر اوراق تھے۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کریم حفظ تھا۔ لہٰذا انہیں اس کے جمع کرنے اور لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر نبی اکرم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں حفاظ صحابہ کرام کی بڑی تعداد (تقریبا ۷۰۰) شہید ہوئی۔ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع القرآن کی ضرورت محسوس کی۔ آپ نے اپنی اس رائے کا اظہار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی رائے بخوشی قبول کی۔ آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور یوں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ قرآن کریم جمع کی۔

چونکہ قبائل عرب میں مختلف بولیاں اور لہجے بولے جاتے تھے مثلا بنو اسد، بنو ہزیل، بنو کنانہ وغیرہ۔ لہٰذا ہر قبیلہ اپنے اپنے لہجے کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا۔ مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہوگیا۔ اور عجمی لوگ بھی مشرف باسلام ہوگئے۔ تو وہ مختلف اساتذہ کرام سے ان کے لہجے میں قرآن کریم سیکھنے لگے۔ کسی کو قریش کے لہجے میں تو کسی کو دوسرے لہجے میں قرآن سیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ایک مرتبہ آرمینیا کے علاقے میں نومسلم فوجیوں میں قرآن کریم کے بعض الفاظ کے تلفظ پر سخت جھگڑا ہوا۔ ہر ایک اپنے تلفظ کو اصح سمجھتا تھا۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سید حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اپنی قوم کی خبر لیں، ایسا نہ ہو کہ وہ یہود ونصاریٰ کی طرح اپنی کتاب (قرآن کریم) میں اختلاف پیدا کریں۔ آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کریم کا نسخہ طلب کیا۔ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کی ایک جماعت تشکیل دی تا کہ قرآن کریم کو قریش کے لہجے

میں مدون کر کے دیگر تمام نسخے تلف کریں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زیر نگرانی قرآن کریم کے سات نسخے (قرشی لہجے میں) تیار کیے گئے۔جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، بصرہ، یمن، بحرین اور کوفہ کو بھجوا دئے گئے۔اس کے علاوہ دیگر نسخے ضبط کئے گئے۔اور یوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کو ایک قرآن پر متفق کیا۔آپ رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ قرآن کریم کے نسخے اب بھی موجود ہیں۔مدنی مصحف قسطنطنیہ، شامی مصحف فارس، بصری مصحف مصر، یمنی مصحف جامعۃ الازھر، بحرینی مصحف فرانس اور کوفی مصحف لندن میں آج بھی موجود ہیں جبکہ مکی مصحف دمشق کے کتب خانہ کی آتش زدگی میں ضائع ہو چکی ہے۔

**آیۃ کی تعریف**: اس کی اصل ''اویۃ'' ہے جس میں واؤ متحرک ماقبل مفتوح کے قاعدے کے مطابق واؤ کو الف سے بدلا گیا ہے لہٰذا آیۃ بن گیا ہے۔اس کے لفظی معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ مفسرین کی اصطلاح میں ''الآیۃ قرآن مرکب من جمل و لو تقدیرا ذو مبدء و مطلع مندرج فی سورۃ ''

آیت مختلف جملوں سے مرکب قرآن کا وہ حصہ ہے جو مبدء و مطلع رکھتا ہو۔یعنی اس کی ابتداء اور انتہاء معلوم ہو۔اگرچہ تقدیری ہو۔

**قرآنی آیات کی تعداد**: اہل مدینہ کے نزد آیات قرآنی ۶۲۱۶ ہیں۔اہل مکہ کے نزد ۶۲۱۹، اہل کوفہ کے نزد ۶۲۳۶، اہل بصرہ کے نزد ۶۲۰۴ اور اہل شام کے نزد ۶۲۲۶ ہیں۔ (قرطبی ۱:۹۴،۹۵)

مصحف عثمانی میں آیات کی تعداد ۶۲۳۶ ہے۔

**سورۃ کی تعریف**: سورۃ لغت میں (سور الشیء) یعنی ارتفاع اور بلندی کو کہا جاتا ہے۔سور کا ایک معنی برتن میں رہ جانے والی پینے کی چیز (جوٹا) بھی ہے۔اصطلاح مفسرین میں (ھی طائفۃ من القرآن ذی فاتحۃ و ذی خاتمۃ) یعنی سورۃ قرآن کریم کے اس حصے کو کہا جاتا ہے۔جس کی ابتداء اور انتہاء ہو۔قرآن کریم کے کل ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتیں ہیں۔سورتوں کے نام توفیقی ہیں۔یعنی شارع سے سننے پر موقوف ہیں۔اس میں انسانی عقل و رائے کو دخل نہیں ہے۔

**نزول کے اعتبار سے سورتوں کی تقسیم**: نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی سورتیں دو قسم کی ہیں۔

**(۱) مکی سورتیں:** جو سورتیں ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ان کو مکی سورتیں کہتے ہیں۔مکی دور (۴۴۲۸) دن ہیں۔اس دور میں کل (۸۶) سورتیں نازل ہوئیں۔مکی سورتوں کی پہچان یہ ہے، کہ ان میں توحید، رسالت، قصص، صبر اور احوال قیامت جیسے مضامین شامل بحث ہوتی ہیں۔ان سورتوں میں احکام وقوانین کم ہونگے۔اس کے علاوہ جن سورتوں میں (یاایھاالناس) کے ساتھ خطاب ہو یا جن میں حرف (کلا) موجود ہو یا جن میں مشرکین کے ساتھ جدال مذکور ہو یا جن میں حضرت آدم کا واقعہ مذکور ہو یا ان میں آیہ سجدہ مذکور ہو تو سورۃ مکی ہوگی۔

**(۲) مدنی سورتیں:** جو سورتیں ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں ہیں۔ان کو مدنی سورتیں کہتے ہیں۔مدنی دور (۳۴۳۵) دن ہیں۔اس دور میں کل (۲۸) سورتیں نازل ہوئیں۔ان سورتوں میں جہاد کے احکام وقواعد، قوانین اصلیہ، حدود وفرائض کا ذکر ہوگا۔ان سورتوں میں (یاایھاالذین آمنوا) کے ساتھ خطاب ہوگا۔اسی طرح ان سورتوں میں اکثر اہل کتاب اور منافقین کے ساتھ مقابلہ ہوگا۔

## سورتوں کے اقسام

**(۱) السبع الطوال**: سورۃ بقرہ سے سورۃ توبہ تک (انفال وتوبہ ایک سورۃ ہے اس لئے درمیان میں تسمیہ نہیں ہے)

**(۲) مئین**: وہ سورتیں جن کے آیات کی تعداد سو سے زیادہ ہو۔

**(۳) مثانی** وہ سورتیں جن کے آیات کی تعداد سو سے کم ہو۔چونکہ یہ سورتیں اکثر بار بار دہرائی جاتی ہیں۔اس لئے ان کو مثانی کا نام دیا گیا۔

**(٤) مفصلات**: سورۃ ق سے آخر تک۔یہ بھی تین قسم کے ہیں۔(ا) طوال مفصل: سورۃ ق سے لے کر سورۃ المرسلات تک ہے۔(ب) اوساط مفصل: سورۃ النباء سے لے کر سورۃ الضحیٰ تک ہے۔(ج) قصار مفصل: سورۃ الانشراح سے لے کر سورۃ الناس تک۔

# مضامین قرآن

## شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک مضامین قرآن

شاہ ولی اللہ کے نزدیک مضامین قرآن پانچ ہیں۔ جو یہ ہیں۔

**(۱) علم الاحکام:** اس سے مراد واجبات، مستحبات، محرمات اور مکروہات ہیں خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدنیہ سے۔

**(۲) علم المخاصمہ (علم الجدل):** اس سے مراد فرق ضالہ اور مذاہب باطلہ کے عقائید کا رد کرنا اور انکے اعتراضات اور شبہات کے جوابات دینا ہے۔ اس علم میں یہود، نصاریٰ، مشرکین عرب اور منافقین کے ساتھ مخاصمہ اور جدل کو بطریقہ احسن پیش کیا گیا ہے۔

**(۳) علم تذکیر بآلاء اللہ:** اس علم میں اللہ تعالیٰ کے نعمتوں اور توحید کی واضح نشانیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

**(۴) علم تذکیر بایام اللہ:** اس علم میں ماضی کے واقعات بطور عبرت سنائے گئے ہیں۔ کہ موجودہ دور کا مسلمان گزشتہ امتوں کے حالات اور واقعات پڑھ کر درس عبرت حاصل کریں۔ اور گناہ ومعصیت سے توبہ تائب ہو جائے۔

**(۵) تذکیر بالموت ومابعد الموت:** اس علم میں موت اور قیامت کے واقع ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان روز جزا کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے عمل کو درست کریں۔

## امام غزالیؒ کے نزدیک مضامین قرآن

امام غزالیؒ کے نزدیک مضامین قرآن چھ ہیں جو یہ ہیں:

(۱) خالقیت (۲) حصر فی ذات اللہ (۳) حصر الوھیت فی ذات اللہ (۴) حصر تصرف فی ذات اللہ (۵) نفی تصرف فی ذات اللہ (۶) حصر عبادت فی ذات اللہ۔

## علامہ ابن عربیؒ کے نزدیک مضامین قرآن

علامہ ابن عربی کے نزیک مضامین قرآن تین ہیں۔

(۱) توحید (۲) تذکیر (۳) احکام۔

## علامہ ابن جریر طبریؒ کے نزدیک مضامین قرآن

علامہ ابن جریر طبریؒ کے نزدیک مضامین قرآن تین ہیں۔

(۱) قصص (۲) عبادات (۳) توحید

## حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے نزدیک مضامین قرآن

حضرت درخواستیؒ فرماتے ہیں۔ مضامین قرآن دو ہیں۔

(۱) التحلی بما یرضی اللہ بہ (۲) التخلی عما نھی اللہ عنہ

## شیخ القرآن مولانا حسین علیؒ کے نزدیک مضامین قرآن

شیخ القرآن حضرت مولانا حسین علی سکنہ واں بچھراں کے نزد مضامین قرآن چار ہیں۔ ہر ایک حصے کی ابتداء ﴿الحمد للہ﴾ سے ہوئی ہے۔ جن کی تفصیل مندرجہ زیل ہے۔

(حصہ اول) اللہ تعالیٰ خالق ہے۔

(حصہ دوم) اللہ تعالیٰ رب ہے۔

(حصہ سوم) اللہ تعالیٰ متصرف (مالک) ہے۔

(حصہ چہارم) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے۔

(۱) حصہ اول ﴿اللہ تعالیٰ خالق ہے﴾ یہ قرآن کریم کا ابتدائی حصہ ہے۔ جس کی ابتداء الحمد للہ سے ہوئی ہے۔ اس حصہ میں پانچ سورتیں شامل ہیں۔ جو سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ المائدۃ تک ہے۔ اس حصہ کا مرکزی مضمون اللہ تعالیٰ کی خالقیت ہے۔

(۲) حصہ دوم ﴿اللہ تعالیٰ رب ہے﴾ یہ قرآن کریم کا دوسرا حصہ ہے۔ جس کی ابتداء الحمد للہ سے ہوئی ہے۔ اس میں بارہ سورتیں (سورۃ الانعام سے لے کر سورۃ الاسراء تک) شامل ہیں۔ اس حصے کا مرکزی مضمون ربوبیت باری تعالی ہے۔

(۳) حصہ سوم ﴿اللہ تعالیٰ متصرف ہے﴾ یہ قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے۔ اس کی ابتداء بھی الحمد للہ سے ہوئی ہے۔ اس حصہ میں ۱۶ سورتیں (سورۃ کہف سے لے کر سورۃ الاحزاب تک) شامل ہیں۔ اس حصے کا مرکزی مضمون اللہ تعالیٰ متصرف (خیر و برکت ڈالنے والا، کارساز اور

مالک ومختار کل ) ہے۔

(۴) حصہ چہارم ﴿ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے ﴾ یہ قرآن کریم کا چوتھا حصہ ہے۔ جس کی ابتداء بھی الحمدللہ سے ہوئی ہے۔ یہ حصہ سورۃ سبا سے لے کر سورۃ الناس تک ہے۔اس حصہ میں کل ۸۱ سورتیں ہیں ۔اس حصے کا مرکزی مضمون (اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے ) ہیں۔کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اے برادر یاد رکھ تورات کے کل حصہ جات
پانچ ہیں خلق وخروج وگنتی واستثنا،قضات

اور قرآن کریم کے کل حصص بھی کر لو یاد
چار ہیں خلق و ربوبیت ،تبارک ومعاد

فاتحہ تا مائدہ( تخلیق )کا ہو گا بیان
پھر ربوبیت ہے اس کے بعد تا اسراء بیان

کہف سے احزاب تک ہو گا تبارک کا بیان
پھر سبا تا آخر قرآن قیامت کا بیان

(مراۃ القرآن از شیخ سید حسین نیلویؒ)

**مرکزی مضمون:** قرآن کریم کا مرکزی مضمون توحید باری تعالیٰ ہے۔

**تفسیر و تاویل**: تاویل؛ آل، یئول،اول (باب تفعیل ) سے مصدر کا صیغہ ہے جس کے لغوی معنی رجوع کرنے اور لوٹنے کے ہیں ۔باب تفعیل چونکہ متعدی ہے اس لئے تاویل بھی متعدی ہو کر لوٹانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

مفسرین کی اصطلاح میں مختلف معنوں میں سے ایک معنی کو دلیل ظنی کے واسطے لینے کو تاویل کہتے ہیں۔

باالفاظ دیگر تاویل کلام کو ظاہری معنی سے ایک ایسے معنی کی طرف پھیرنے کو کہتے ہیں، جو قرآن وسنت کے موافق ہو نہ کہ مخالف۔

قرآن کریم میں تاویل تفسیر، حقیقت ،عاقبت، تعبیر خواب اور تحریف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ) (سورۃ آل عمران)

**تفسیر وتاویل میں فرق** :متقدین کے نزدیک تفسیر وتاویل دونوں مترادف الفاظ ہیں۔علّامہ ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں۔اختلف اھل التاویل فی ھٰذہ الایۃ(یعنی مفسرین نے

اس آیت میں اختلاف کی ہے۔)اسی طرح مجاہد بھی تاویل تفسیر کے معنی میں استعمال کرتے تھے۔

متاخرین نے تفسیر وتاویل میں فرق کی ہے۔ان کے نزدیک تفسیر سے مراد قرآن کریم کے ظاہری معنی ہیں۔جبکہ تاویل سے مراد وہ پوشیدہ معنی ہیں۔جن کا استنباط آیات کریمہ سے کیا جاتا ہے ۔

ذیل میں تفسیر وتاویل کے درمیان فرق کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۱)تفسیر ایک ایک لفظ کی انفرادی تشریح ہے۔جبکہ تاویل مجموعی آیت کریمہ کی تشریح کو کہتے ہیں۔

(۲)تفسیر الفاظ کے ظاہری معنی جبکہ تاویل ''اصل مراد'' کے توضیح کا نام ہے۔

(۳)تفسیر اس آیت کی ہوتی ہے۔جس میں زیادہ معنی کا احتمال نہ ہو۔جبکہ تاویل کا مطلب آیت کریمہ کی مختلف ممکن تشریحات ہیں۔جن میں سے کسی ایک کو دلیل کے ساتھ اختیار کی جاتی ہے۔

(۴)تفسیر یقین کے ساتھ تشریح جبکہ تاویل شک کے ساتھ تشریح کو کہتے ہیں۔

(۵)تفسیر الفاظ کے مفہوم بیان کرنے کو کہتے ہیں۔جبکہ تاویل اس مفہوم سے حاصل ہونے والے نتیجے کو کہتے ہیں۔

**نزول قرآن**: قرآن کریم سب سے پہلے لوح محفوظ پر نازل ہوئی۔بعد میں بیت العزت پر اتاری گئی۔اس کے بعد نبی اکرم پر نزول قرآن کی ابتدا غار حرا میں رمضان کے مہینے میں ہوئی۔اس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر (۴۰) برس تھی۔آپ ﷺ غار حرا میں عبادت فرمارہے تھے۔ کہ اچانک جبرائیل امین علیہ السلام نے نازل ہوکر آپ ﷺ کو (اقرأ) کہتے ہوئے وحی کی ابتداء کی۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔''ما انا بقاری ''(میں قاری نہیں ہوں۔) سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگایا۔اور چھوڑ کر پھر'' اقرأ'' کہا تو آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔اسی طرح تین مرتبہ کرنے کے بعد پھر کہا کہ﴿اقراء باء سم ربك الّذِی خلق﴾ [سورۃ العلق ۲۶:۱،۲]

(سورۃ اقرأ کی پہلی پانچ آیات پڑھ کر سنائے) کہ آپ ﷺ پر پہلی وحی اتری۔

سب سے آخری وحی'' واتّقوا یوما تر جعون فیه الی اللّٰه ............ الخ[سورۃ البقرۃ ۲:۲۸۱]

جس کے بعد آپ ﷺ نو دن تک زندہ رہے۔

**سبب نزول** ؛جب قرآن کریم کا کچھ حصہ کسی خاص واقعے کی بدولت نازل ہوجائے۔تو مفسرین کی اصطلاح میں اس کو سبب نزول کہا جاتا ہے۔قرآن کریم کے معنی کو سمجھنے میں اسباب نزول بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ بلکہ اسباب نزول کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا محال ہے۔اسی وجہ سے اسباب نزول (شان نزول) کو تفسیر القرآن میں نمایاں مقام حاصل ہے۔

**سبب نزول جاننے کا طریقہ** :سبب نزول کسی کی رائے ،خیال یا وہم سے نہیں بلکہ اس کا تعلق روایات صحابہ سے ہوتا ہے۔اس کے جاننے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔

(۱)اسباب نزول کے متعلق صحابی،تابعی یا ان کے کسی باضابطہ شاگرد کا قول معتبر ہوتا ہے۔

(۲)اسباب نزول میں صحیح احادیث معتبر ہونگے۔

(۳)بعض مرتبہ مفسرین حضرات ایک آیت کریمہ کے کئی اسباب نزول ذکر کرتے ہیں۔ہمیں اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھنا چاہیئے۔کہ

(۳)اگر کسی آیت کی تفسیر میں مختلف روایات ہوں۔اور دونوں میں ''نزلت ھٰذہ الایۃ فی کذا'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہوں۔اور دونوں میں الگ الگ معاملات ذکر کئے گئے ہوں۔ مگر درحقیقت ان میں کوئی تضاد نہ ہو،تو دونوں واقعات اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہونگے۔

(۴)اگر دونوں روایات میں سبب نزول کی صراحت ہو۔اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔تو اس صورت میں صحیح روایت پر عمل کیا جائے گا۔اور ضعیف کو ترک کیا جائے گا۔

(۵)بعض مرتبہ کسی آیت کی سبب نزول میں دو روایتیں صحیح ہونگے۔تو ان میں جس روایت میں کوئی وجہ ترجیح پائی جائے۔تو اس قول کو ''معتبر'' سمجھا جائے گا۔

(۶)اگر وجوہ ترجیح بھی نہ ہوں۔تو یہ کہا جائے گا۔کہ اس آیت کے اسباب نزول متعدد ہیں۔

(۷)کبھی ایک آیت متعدد واقعات کیلئے متعدد مرتبہ نازل ہوتی ہے۔

**اسباب نزول کے فوائد**: جولوگ رسوخ فی العلم نہیں رکھتے۔ وہ اسباب نزول کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ کسی آیت کی تفسیر سبب نزول کے بغیر ممکن نہیں۔ بدیں وجہ اسباب نزول کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سبب نزول کی بدولت احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۲) سبب نزول کی بدولت یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیوں اور کن حالات میں نازل فرمایا۔

(۳) سبب نزول کی وجہ سے ابہام دور ہوجاتی ہے۔ اور معنی و تفسیر کی وضاحت ہوتی ہے۔

**نسخ کی تعریف**: نسخ باب ضرب یضرب سے مصدر کا صیغہ ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں۔ لکھنا، مٹانا اور تبدیل کرنا۔

شریعت کی اصطلاح میں (رفع الحکم الشرعی بدلیل شرعی) یعنی ایک حکم شرعی کو دوسرے حکم شرعی سے تبدیل کرنے کو نسخ کہتے ہے۔

قرآن کریم سے نسخ کا جواز ثابت ہے۔ "ما ننسخ من آیۃ ـــــــ الخ" (سورۃ البقرۃ) نسخ صرف قرآن کریم میں نہیں، بلکہ دیگر شرائع میں بھی ہوئی ہے۔ مثلا حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن، بھائی ایک دوسرے کے ساتھ شادی کر سکتے تھے۔ بعد میں حرام ہوئی۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں دو بہنیں بیک وقت ایک شخص کے ساتھ شادی کر سکتی تھیں۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں یہ حکم حرام ہوئی۔

**اقسام نسخ القرآن**: نسخ القرآن کے اقسام درجہ ذیل ہیں۔

(۱) نسخ القرآن بالقرآن (۲) نسخ القرآن بالسنۃ (۳) نسخ السنۃ بالقرآن (۴) نسخ السنۃ بالسنۃ

**(۱) نسخ القرآن بالقرآن**: قرآن کریم کی ایک آیت جب دوسری آیت کے ذریعے منسوخ ہوجائے۔ تو اسکو نسخ القرآن بالقرآن کہتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) منسوخ التلاوۃ والحکم معاً: یہ وہ منسوخ آیات ہیں۔ جن کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوجائیں۔ مثلاً بعض روایات میں ہے۔ کہ سورۃ احزاب سورۃ بقرۃ کی برابر تھی۔ مگر بعض

حصّے کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو گئے۔

(ب) منسوخ التلاوۃ باقی الحکم: وہ آیت کریمہ جس کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہو۔ مگر حکم نہیں مثلاً: (الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نکالا من اللّٰه واللّٰه عزیز حکیم) اس آیت کریمہ کا تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہے۔

(ج) منسوخ الحکم باقی التلاوۃ: وہ آیت کریمہ جس کی تلاوت باقی ہو جبکہ حکم منسوخ ہوگئی ہو۔ مثلاً بیوہ کی عدت ابتداً ایک سال تھی۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو کر چار ماہ دس دن ہوگئی۔

امام شاہ ولی اللہ کے نزد مندرجہ ذیل پانچ آیات کریمہ منسوخ ہیں۔

| نمبر شمار | منسوخ آیات | ناسخ آیات |
|---|---|---|
| ۱ | کتب علیکم اذا حضر احد کم ...... [سورۃ البقرہ۲:۱۸۰] | یوصیکم اللہ فی اولاد کم ...... [سورۃ النساء۴:۱۱-۱۴] |
| ۲ | اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ ...... [سورۃ الانفال۸:۶۵] | اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللہُ عَنْکُمْ ...... [سورۃ الانفال۸:۶۶] |
| ۳ | لا یحل لک النسآء من بعد ...... [سورۃ الاحزاب۳۳:۵۲] | یآیها النبی انا احللنا لک ...... [سورۃ الاحزاب۳۳:۵۰] |
| ۴ | یآیها الذین آمنوا اذا ناجیتم ...... [سورۃ المجادلہ۵۸:۱۲] | ائشفقتم ان تقدموا بین ...... [سورۃ المجادلہ۵۸:۱۳] |
| ۵ | قم الیل الا نصفه او انقص منه ...... [سورۃ المزمل۷۳:۲،۳] | علم ان لن تحصوه ...... [سورۃ المزمل۷۳:۲۰] |

(۲) **نسخ القرآن بالسنة**: قرآن کریم کی ایک آیت جب حدیث کی وجہ سے منسوخ ہو جائے۔ تو اس کو نسخ القرآن بالسنہ کہتے ہیں۔ علماء اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں۔ کہ نسخ القرآن بالقرآن، نسخ السنۃ بالسنۃ، نسخ السنۃ بالقرآن جائز ہیں۔ مگر "نسخ القرآن بالسنۃ" میں اختلاف پایا

جاتا ہے۔جمہورفقہاءفرماتے ہیں۔کہ’’نسخ القرآن بالسنۃ‘‘ جائز ہے۔کیونکہ یہ دونوں وحی ہے۔(قرآن وحی متلواورحدیث وحی غیرمتلو) جیسا کہ ارشاد ہے﴿وما ینطق عن الهوىٰ ان هو الاّ وحی یوحیٰ﴾ [سورۃ النجم۵۳:۳،۴]

جمہورفقہاءکےنزدنسخ القرآن باالسنۃ کی مثال یہ ہے کہ آیت قرآنی ﴿کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترك خیرا الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین﴾[سورۃ البقرۃ۲:۸۰]

یہ آیت کریمہ درج ذیل حدیث نبوی سے منسوخ ہے جس میں اقرباء کے لئے وصیت نہ کرنے کا حکم ہے: ’’انّ الله اعطیٰ کلّ ذی حق حقه الا لا وصیة لوارث ‘‘

[سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا (۲۲) باب:لاوصیۃ لوارث (٦) حدیث۲۷۱۴]

امام شافعیؒ نسخ القرآن باالسنۃ کے قائل نہیں ہے۔آپ قرآن کریم کا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ: ﴿قل ما یکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی﴾ [سورۃ یونس۱۰:۱۵]

امام شافعی کےنزدنسخ کے لیے برابری شرط ہے۔اورسنت نبویہ قرآن کے برابرنہیں ہے۔

(۳)**نسخ السنه باالقرآن**:جب رسول اکرم ﷺ کی کوئی حدیث قرآن کریم کی کسی آیت کی وجہ سے منسوخ ہوجائے۔تواس کونسخ السنہ بالقرآن کہتے ہیں۔

(٤)**نسخ السنه باالسنه** :جب رسول اکرمؐ کی کوئی حدیث کسی دوسرے حدیث کی وجہ سے منسوخ ہوجائے۔تواس کونسخ السنہ باالسنہ کہتے ہیں۔

**سبعۃ احرف**: سبعۃ عربی میں سات (۷) کوکہتے ہیں۔اوراحرف حرف کا جمع ہے۔جس کے لغوی معنی ہر چیز کا کنارہ اور گوشہ ہے۔حرف کے ایک معنی طریقہ اورتنہائی بھی ہے۔حدیث پاک میں نزول قرآن کے بارے میں ارشادہوا ہے:’’ان هذاالقرآن انزل علی سبعه احرف فاقرأو اما تیسر منه‘‘ (صحیح بخاری، باب انزال القرآن علیٰ سبعۃ احرف)

یعنی یہ قرآن سات حروف پراترا ہے۔پس اس میں جوتمھارے لیے آسان ہواس طریقے پر پڑھو۔ حدیث میں وارد ہونے والے لفظ (احرف) کی تفسیر میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔لیکن

سب سے زیادہ اقرب اوراصوب مندرجہ ذیل دواقوال ہیں۔

(ا)سبعہ احرف سے مرادعرب کے سات لہجے ہیں۔جن میں قرآن مجیدنازل ہواہے۔یہ عرب کی سب سے افصح لغات ہیں۔جو یہ ہیں۔(۱) قریش (۲) بنو ہزیل (۳) بنوثقیف (۴)بنو ہوازن (۵) بنوکنانہ (۶) بنوتمیم (۷) یمن کی لغت۔

(ب)امام ابوالفضل رازیؒ کےنزدسبعۃ سے مرادسات وجوہ ہیں جو یہ ہیں۔

(۱)اختلاف اسماء(واحد،تثنیہ،جمع،مذکر،مونث) (۲)اختلاف افعال(ماضی،مضارع،امر)

(۳)اختلاف ابدال(ایک حرف کودوسرے سے بدلنا)جیسے:وانظرالی العظام کیف ننشزھا ("ننشزھا"،میں دوسری قرأت"ننشرھا" بھی ہے۔)

(۴)تقدیم وتاخیر جیسے:(فیقتلون ویقتلون )اس میں ایک قراءۃ اس کے برعکس بھی ہے۔

(۵)اختلاف اعراب۔

(۶)اختلاف نقص وزیادۃ۔

(۷)اختلاف لہجہ:یعنی طرز(مد،تفخیم،ترقیق،امالہ وغیرہ کااختلاف)
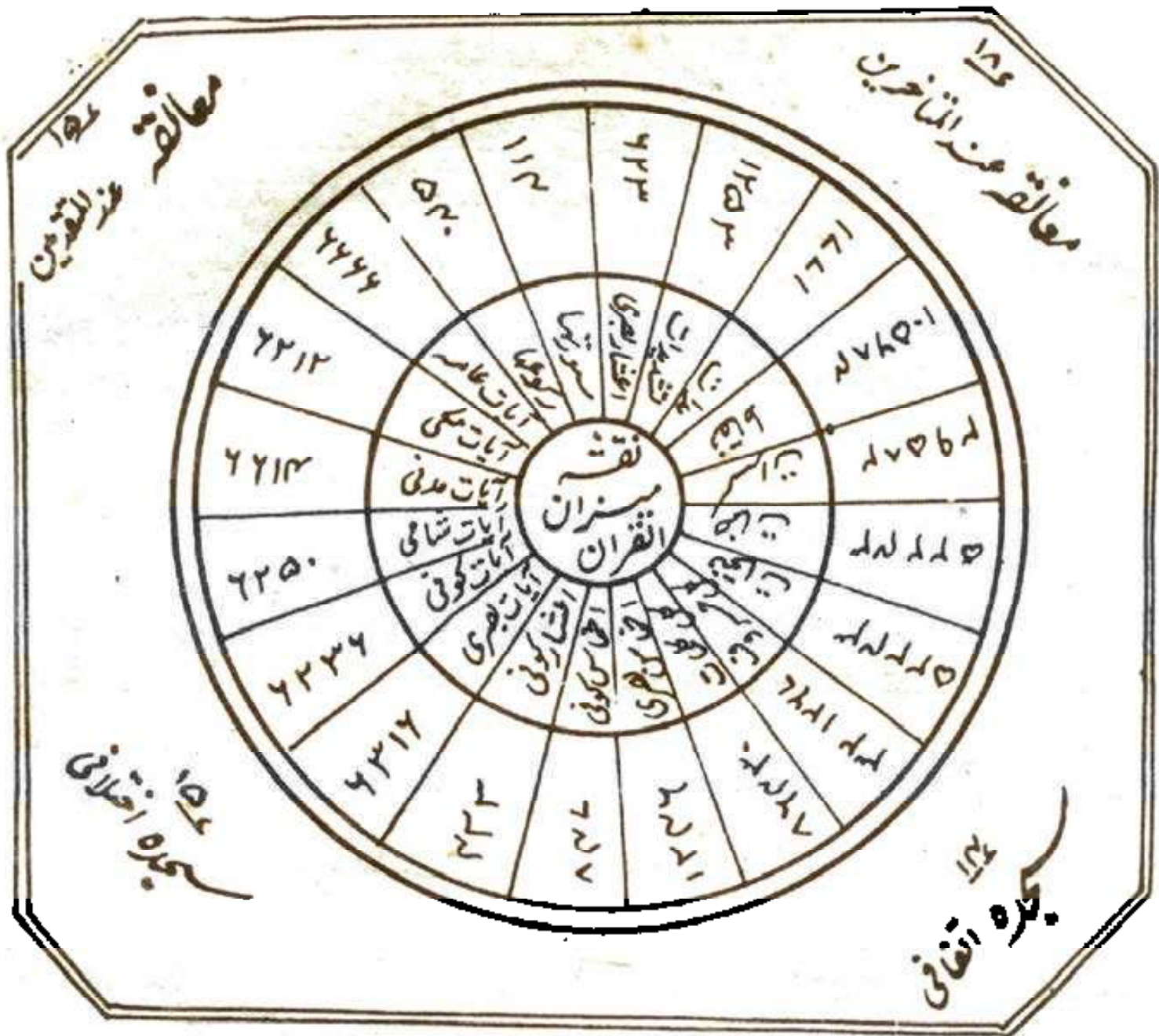
## تعداد ہر حرف مفرد قرآن مجید

| ا | ب | ت | ث | ج | ح | خ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۸۸۷۶ | ۱۱۴۳۸ | ۱۰۱۹۹ | ۱۲۷۶ | ۳۲۷۳ | ۳۷۹۳ | ۲۴۱۶۰ |
| د | ذ | ر | ز | س | ش | ص |
| ۵۶۰۲ | ۴۶۷۷ | ۱۱۷۹۳ | ۱۵۹۰ | ۵۸۹۱ | ۲۲۵۳ | ۲۰۱۲ |
| ض | ط | ظ | ع | غ | ف | ق |
| ۱۶۰۷ | ۱۲۷۷ | ۸۴۲ | ۶۲۲۰ | ۲۲۰۸ | ۸۴۲۹ | ۶۸۱۳ |
| ک | ل | م | ن | و | ھ | لا ۴۷۲۰ |
| ۹۵۰۰ | ۳۰۴۳۲ | ۲۶۵۶ | ۴۵۱۹۰ | ۲۵۵۳۶ | ۱۹۰۷۰ | ی ۴۵۹۱۹ |

# شجرۂ تفسیر شیخ القرآن مولانا نورالہادی شاہ منصوری دامت برکاتہم

محمد فاضل بن مولانا محمد امین صالح
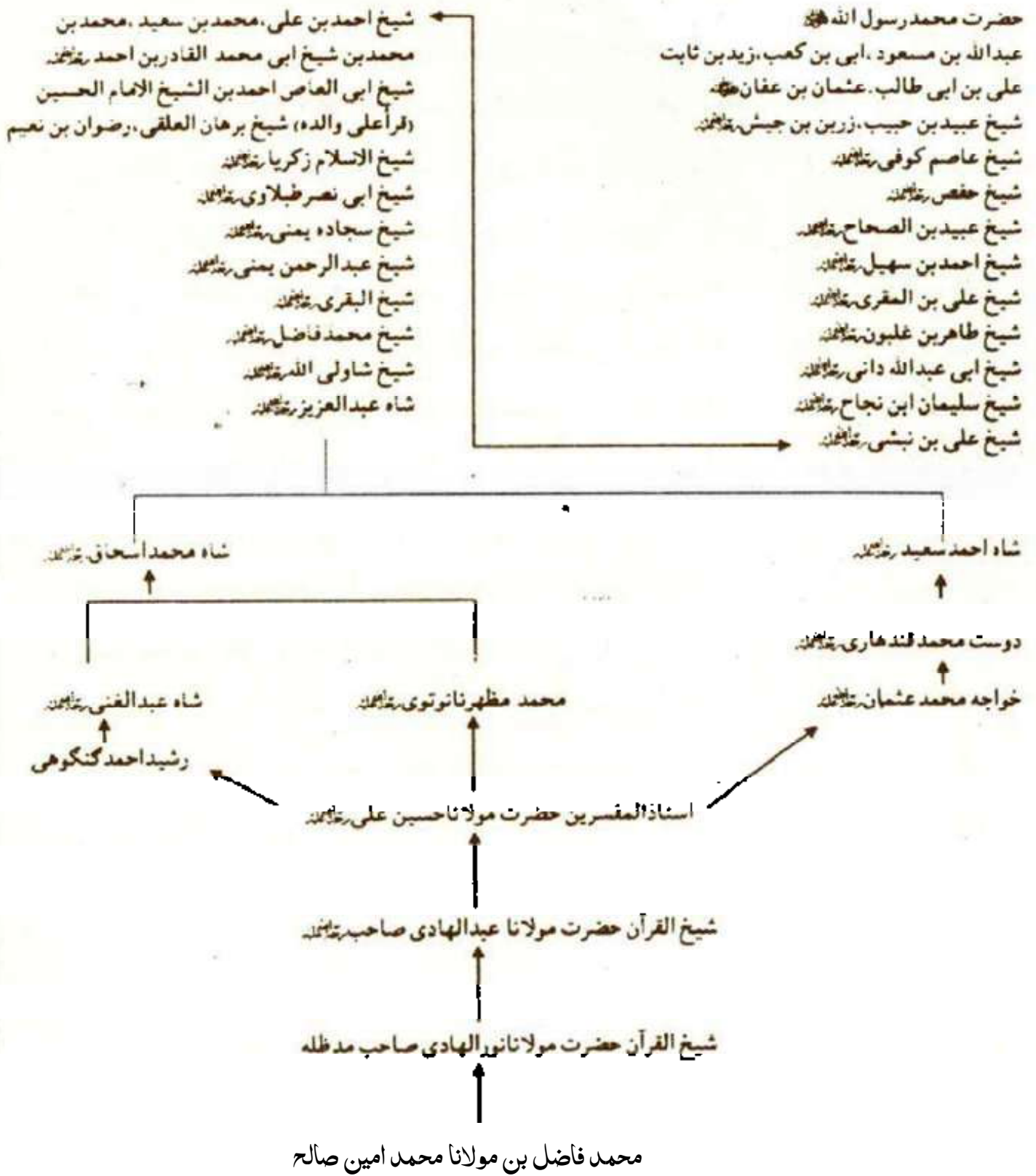
نئی اضافہ شدہ ایڈیشن

وطنِ عزیز پاکستان کے مردم خیز صوبے صوبہ خیبر پختونخوا کے علماء
ومشائخ، صوفیاء اور دانشوروں کی مختصر اور جامع سوانح حیات کا انسائیکلوپیڈیا

# تذکرہ علماءِ خیبر پختونخوا

(2 جلد)

تالیف

## محمد قاسم

بن مولانا محمد امین صالحؒ


ناشر

دار القرآن والسنّة

سلطان آباد ☆ آدینہ ☆ صوابی

برائے رابطہ: 0313-9843566 ,0341-7206439

ت ادراك العلوم بسرعة — عليك بالنحو القديم و منطق

يزان العقول مرجح — والنحو اصلاح اللسان بمنطق

سان اُردو زبان میں سوالاً جواباً علم المیزان کا مجموعہ

المعروف بہ

# تخلیص المنطق

محمد فاضل افضل

[فاضل درس نظامی، ایم اے عربی واسلامیات]

ناشر: دارالعلوم الباقیات الصالحات-آدینہ (صوابی)

رابطہ نمبر: 0301-8355005